﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23

جمعۃ المبارک 05/اگست 2016ء

01/ذوالقعدہ 1437 ہجری قمری ❁ 05/ظہور 1395 ہجری شمسی

شمارہ32

فرائض کی پابندی

حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے پوچھنے پر فرمایا کہ اس پر دن رات میں پانچ نمازیں، رمضان کے روزے اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اور نفلی طور پر خوشی سے مزید عبادات کرسکتا ہے۔ وہ شخص یہ سن کر چلا گیا اور کہا بخدا میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ ہی کم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اگر وہ سچا ہے تو ضرور کامیاب ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب الزکوٰۃ من الاسلام حدیث نمبر 44)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اب اسلام کی شعاعوں کے لئے نصف النہار کا وقت ہے۔ اور وہ مسیح موعود سب سے زیادہ علم رکھنے والے اللہ کے حکم سے عین نصف النہار کے وقت آیا تا اللہ تاریکی کے بعد مخلوق پر اس کی پوری روشنی ظاہر فرمائے چنانچہ اس کا صدق سمندر کی طرح موجزن ہے اور سیلاب کی طرح تند و تیز ہے۔

''اور اے اہل دانش وہ عین ضرورت کے وقت اور کفار کے ہاتھوں اسلام پر مصیبت آن پڑنے اور رمضان میں موعودہ سورج اور چاند گرہن کے موقع پر آیا ہے۔ اور اس نے علیٰ وجہ البصیرت حق کی طرف دعوت دی ہے اور ہر اس نشان سے اس کی تائید کی گئی جس سے منتخب اور محبوب بندوں کی تائید کی جاتی ہے۔ اور پھر زمانے نے بھی یہ تقاضا کیا کہ وہ آئے اور کافروں کا دلائل سے منہ بند کرے اور انکی خود ساختہ عمارت کو منہدم کردے۔

وہ زمانے کو اور زمانہ اسے پکار رہا ہے۔ پھر وہ لوگ جو حد سے بڑھ گئے اور اس کی تحقیر کے لئے اپنی حرص کو تیز کرتے ہیں اور اس کی طرف استہزاء کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور وہ مسیح موعود ہے اور ہدایت کے واضح دلائل سے صلیب کو توڑنے والا ہے جیسے گزشتہ مسیح ناصری کو صلیب نے توڑ ڈالا تھا۔ اب اسلام کی شعاعوں کے لئے نصف النہار کا وقت ہے۔ اور وہ مسیح موعود سب سے زیادہ علم رکھنے والے اللہ کے حکم سے عین نصف النہار کے وقت آیا تا اللہ تاریکی کے بعد مخلوق پر اس کی پوری روشنی ظاہر فرمائے چنانچہ اس کا صدق سمندر کی طرح موجزن ہے اور سیلاب کی طرح تند و تیز ہے۔ اور یہ منصوبے رحمان خدا کی طرف سے اس آخری زمانے میں اس کے لئے مقدر تھے۔ پس جیسا کہ محسن خدا نے مقدر کیا تھا وہ ظہور میں آگئے اور اللہ نے ملک ہند پر اپنی نظر ڈالی اور اسے اس خلافت کی قرارگاہ کا مستحق پایا کیونکہ یہ (ملک) ابتدائے آفرینش میں آدم اوّل کے اترنے کی جگہ تھی۔ (ہم نے یہاں لفظ آدم کو ''ال'' کے ساتھ معرفہ کیا ہے لیکن دراصل وہ اس جگہ نکرہ کی طرح ہی استعمال کیا گیا ہے اور لفظ آدم میرے نزدیک عبرانی الفاظ میں سے نہیں۔ ہاں دونوں زبانوں میں توارد ممکن ہے جو اس (عبرانی) اور عربی میں کثرت سے موجود ہے اور ہم نے منن الرحمٰن میں کھول کر بیان کیا ہے کہ عربی اُمّ الالسنۃ ہے اور ہر زبان مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس سے نکلی ہے۔ منہ) اس لئے اللہ نے آدم آخرالزمان کو اس سرزمین (ہند) میں مبعوث فرمایا مناسبت کو ظاہر کرنے کے لئے۔ تا آخر کو اول سے ملادے اور دعوت کے دائرہ کو مکمل کیا جائے جیسا کہ حق و حکمت کا تقاضا تھا۔ سو اب زمانہ گھوم کر اپنی شکل پر آگیا جس کی طرف خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔ اور یوں اس مبارک سرزمین (ہند) میں آخری نقطہ پہلے نقطے سے مل گیا۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوگیا اور اللہ کے پاک نوشتوں میں ایسا ہی لکھا تھا تاکہ اس سے وہ لوگ تسلی پائیں جن کے آنسو ظلمت کو دیکھ کر تھمتے نہیں تھے۔ پس ان کے رخساروں سے مسرت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس سے خوش ہوجاتے ہیں۔ اور اللہ نے ان کے راستے سے شبہات کے کانٹے دور کردیئے ہیں پس وہ سکینت کے ساتھ چل رہے ہیں اور انہیں بیابان سے باغات کی طرف منتقل کردیا گیا ہے اور وہ اندھیری غار سے ربّ کائنات کے انوار کی طرف نکل پڑے ہیں۔ پس وہ دیکھنے لگے ہیں۔ اور وہ بیابانوں سے نکل کر حفاظت کرنے والے ربّ کے قلعہ میں آگئے اور ان کے دلوں میں ایمان کے چراغ روشن کردیئے گئے۔ اور وہ امن کی اس پناہ گاہ میں داخل ہوگئے کہ شیطان کی ذرّیتیں جس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتیں۔ اور وہ لوگ جو دنیا کی زندگی سے پیار کرتے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی پس وہ نہیں سمجھتے۔ اور رات نے اپنے دامن ان پر پھیلا دیئے اور تاریکی نے اپنی طنابوں کو پھیلا دیا پس وہ ان کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

اے جوانو! میں تم سے ایک بار پھر پوچھتا ہوں تاکہ اس شخص پر اتمام حجت ہوجائے جس نے حق کا انکار کیا یا وہ شخص ثواب پائے جس نے حق گوئی سے کام لیا اور تقویٰ اور ایمان کی حفاظت کی اور شیطانی راہوں کی پیروی نہیں کی۔ تم مجھے ایسے شخص کے متعلق فتویٰ دو جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں اور اللہ کی طرف سے ہر روز اس کی اعانت کی جاتی ہے۔ اور اس کی عزت کی جاتی ہے اور توہین نہیں کی جاتی اور اللہ ہر راہ عمل میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اس کی حاجات جلد پوری فرماتا ہے۔ اور اس کے رزق، اس کی عمر، اس کی جماعت اور اس کے گروہ میں برکت رکھ دیتا ہے اور مخلوق میں اس کی نصرت اور قبولیت اس قدر بڑھاتا ہے کہ ابتدا میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس کا ذکر بلند کرتا ہے اور اسے چاردانگ عالم میں پھیلاتا اور زمین کے تمام اطراف اور کناروں تک پہنچاتا ہے اور وہ اس کی شان بلند کرتا اور اس کے دلائل کو عظمت بخشتا ہے اور اسے ہر میدان میں کھلی کھلی فتح عطا فرماتا ہے اور اس کے محامد کو (لوگوں کی) زبانوں پر جاری کرتا ہے۔ اور مصائب کے وقت اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کے دشمنوں کو رسوا کرتا ہے اور اس پر اتمام نعمت کرتا ہے یہاں تک کہ ان نعمتوں پر حسد کیا جاتا ہے۔ نیز جو اس سے مباہلہ کرے وہ اسے ہلاک کرتا ہے اور جو اس کی اہانت کرے اسے رسوا کرتا ہے اور (اپنے) اس بندے کے ذکر جمیل کو پھیلا دیتا ہے اور اسے ہر رسوائی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کے متعلق جو ناگفتنی باتیں کی جائیں وہ اسے ان سے بَری قرار دیتا ہے اور عجیب طور پر اس کی ہر جگہ مدد کرتا اور بعض کمینے اس کی نسبت جو ناپاک باتیں کرتے ہیں وہ اسے ان سے پاک قرار دیتا ہے۔''

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 26 تا 30۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جنوری 2014ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ صدف محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب کا ہے جو عزیزم محی الدین احمد شمس کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ دونوں خاندان جن کا رشتہ آج طے ہو رہا ہے کسی نہ کسی رنگ میں ان کا صحابہ سے تعلق ہے۔ لڑکی کے پڑنانا یا والدہ کے نانا یا پڑ نانا مکرم حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب سنوری تھے اور لڑکے کے دادا حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تھے۔ اس کے علاوہ لڑکی کے دادا بھی، باقی خاندان بھی اللہ کے فضل سے بڑے اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں یہ رشتے جو طے پاتے ہیں ان کے لئے ایک بنیادی چیز ہر نئے قائم ہونے والے رشتے کو یاد رکھنی چاہئے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں مقدم ہونی چاہئے اور وہ اسی صورت میں ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے احکامات پر عمل ہو۔ شادی بیاہ کے متعلق جو احکامات ہیں، ایک دوسرے کے حقوق کے متعلق جو احکامات ہیں ان پر عمل ہو اور خاص طور پر ایسے رشتے جن کے خاندان میں صحابہ پیدا ہوئے یا جو صحابہ کی اولاد ہیں ان کو تو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ انہوں نے اس بات کو سنبھال کر رکھنا ہے اور اس کے معیار کو بلند رکھنا ہے جو اُن کے آباؤ اجداد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے، دستی بیعت کر کے، آپ کا چہرۂ مبارک دیکھ کر ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھی۔ اور وہ بات یہی تھی کہ ایک تقویٰ تھا جس کو انہوں نے قائم رکھا اور اس کے معیار بلند رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت مولانا شمس صاحب خود بھی صحابی تھے، ان کے والد بھی صحابی تھے اور جماعت کے پایہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ جن تین افراد کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ''خالد احمدیت'' کا خطاب دیا ان میں ایک وہ بھی تھے۔ شروع میں یہاں 1943-1944ء میں اس مسجد کے امام بھی رہے اور اسی طرح عرب ممالک میں بھی انہوں نے بطور مبلغ کے کام کیا اور بڑی قربانیاں دیں، ماریں بھی کھائیں۔ جسمانی قربانیاں بھی دیں، جذبات کی قربانیاں بھی دیں، مالی قربانیاں بھی دیں۔ پس یہ باتیں ہمیشہ ان اولادوں کو یاد رکھنی چاہئیں جن کے آباؤ اجداد میں سے ایسے بزرگ پیدا ہوئے۔

اللہ کرے کہ یہ لوگ بھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنے والے ہوں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ بات پیدا کرنے والے ہوں کہ ہم اُن بزرگوں کی اولاد ہیں، اُن سے منسوب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے، سننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور بڑی قربانیاں بھی دیں۔ اور یہی ایک بہت بڑا مقصد ہے جس کو ایک نیک جوڑے کو شادی کے وقت پیش نظر رکھنا چاہئے کہ دنیاوی فوائد تو حاصل ہو جاتے ہیں لیکن شادیوں کے ساتھ دینی فوائد بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور ان باتوں کو پیش نظر رکھنا ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ کرے یہ قائم ہونے والا رشتہ ان باتوں کا خیال رکھنے والا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اب اِن چند الفاظ کے ساتھ مَیں نکاح کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

نکاح کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 7 جون 2016ء بروز منگل۔ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ عارفہ شیخ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ فضل الرحمان صاحب مرحوم۔ شیفیلڈ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ عارفہ شیخ صاحبہ 3/جون 2016ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حاجی محمد صدیق صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم محمد رمضان صاحب آف پٹیالہ (انڈیا) کی بیٹی تھیں۔ 1969ء میں اپنے شوہر کے ہمراہ پاکستان سے یوکے آئی تھیں۔ بہت مخلص، باوفا، نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ اپنے حلقہ میں ان کا گھر نماز اور جمعہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم مولوی CP Alikkutty صاحب واقف زندگی (آف کیرالہ۔ بھارت) 7 اپریل 2016ء کو 102 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ وقف جدید کی سکیم کے تحت خدمت کرنے والے ابتدائی کارکنان میں شامل تھے۔ آپ نے 1945ء میں بیعت کی توفیق پائی اور مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت سے بے انتہا عقیدت رکھنے والے، دعا گو، نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت میں اردو زبان سیکھی اور کئی احباب جماعت کو بھی سکھائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور آپ غیر احمدی علماء سے تبلیغی مباحثوں کے لئے مشہور تھے۔ آپ نے کیرالہ میں کئی جماعتوں کے قیام کی توفیق پائی اور تین نسلوں کو قرآن کریم اور دیگر دینی علوم سے روشناس کروایا۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم محمد صادق جنجوعہ صاحب (آف جرمنی) 15 فروری 2016ء کو 96 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ 1990ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ اکثر خدام سے پوچھا کرتے تھے کہ حضور نے تازہ خطبہ میں کیا ارشاد فرمایا تھا پھر خطبہ کے اہم نکات بتا کر ذہن نشین کروایا کرتے تھے۔ پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ جرمنی آنے کے بعد جرمن زبان نہ جاننے کے باوجود تبلیغ کا کام جاری رکھتے تھے۔ فرقان فورس میں کشمیر کے محاذ پر ڈیوٹی دی۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو لاہور ریلوے سٹیشن پر پاکستانی پرچم لہرانے والی تین رکنی ٹیم کے ممبر تھے، بعد میں آپ کو تمغۂ جرأت بھی دیا گیا۔ مرحوم خدا کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم ماسٹر عبدالرشید صاحب (ابن مکرم دین محمد صاحب آف کرونڈی) 25 نومبر 2015ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت عمر دین صاحبؓ آف ننگل کے پوتے اور حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ آف پھیروچچی کے نواسے تھے۔ مرحوم نے جماعت کرونڈی میں تقریباً نو دس سال بطور صدر جماعت اور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ چندہ جات اور مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خاموش طبع انسان تھے۔ خلافت سے سچی محبت رکھتے تھے۔ آپ مکرم عبدالعزیز عابد صاحب مربی سلسلہ (پکانسوانہ ضلع چنیوٹ) کے والد تھے۔

(4) مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب (نمبردار آف احمد نگر) 8 نومبر 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو بطور صدر محلّہ خدمت کی توفیق ملی۔ باوجود کم علمی کے حساب کتاب کے ماہر تھے۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی کرتے تھے۔ مہمان نواز، غریب پرور اور بہت صابر انسان تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔

(5) مکرم رشید احمد صاحب پٹواری (ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب۔ آف ربوہ) 3 مارچ 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی اکبر علی صاحبؓ آف داتا زید کا، کے پوتے تھے۔ نہایت ایماندار اور تعاون کرنے والے مہمان نواز آدمی تھے۔ آپ نے بطور امام الصلوٰۃ، سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری تعلیم اور مربی اطفال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو مکرم چوہدری رشید الدین صاحب کے ساتھ مل کر ایک چھوٹی سی مسجد بنانے کی بھی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ خلافت سے بے حد محبت تھی۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی کیا کرتے تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔

(6) مکرم محمود احمد اسلم صاحب (ابن مکرم میاں محمد عالمگیر صاحب۔ آف ڈرگ روڈ کراچی) 2 فروری 2016ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو بطور سیکرٹری وقف نو اور منتظم تربیت انصار اللہ حلقہ خدمت کی توفیق ملی۔ میڈیکل کیمپس کے لئے خود کو پیش کیا ہوا تھا۔ نماز باجماعت کے پابند اور خوش اخلاق انسان تھے۔

(7) مکرمہ امۃ السلام صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمد اشرف صاحب بھیروی۔ آف ربوہ) 13 جنوری 2016ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے حلقہ میں لجنہ کی فعال رکن تھیں۔ جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔ خلافت کی فدائی تھیں۔ پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار اور چندوں میں باقاعدگی سے حصہ لیتی تھیں۔

(8) مکرمہ مسرت مطلوب صاحبہ (اہلیہ مکرم مطلوب احمد صاحب مرحوم۔ آف ربوہ) 24 اپریل 2016ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ انتہائی صابرہ شاکرہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور خلافت احمدیہ سے بے حد محبت وعقیدت کا تعلق رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم راجہ منیر احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ (جونیئر سیکشن ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں۔

(9) مکرمہ ساجدہ ایاز صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یوسف ایاز صاحب۔ آف کینیڈا) 19 اپریل 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی اور بچوں کو ہمیشہ خلافت سے چمٹے رہنے کی تلقین کرتی تھیں۔ لمبا عرصہ کھاریاں میں صدر لجنہ اور دیگر حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ کینیڈا میں بھی جماعتی خدمات میں مصروف رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم حاجی احمد خان ایاز صاحب مجاہد ہنگری کی بہو تھیں۔

(10) مکرمہ سردار بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری خان محمد صاحب آف بہاولپور) 16 اپریل 2016ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نرم مزاج، مہمان نواز اور صدقہ وخیرات کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ دعوت الی اللہ اور غرباء کی امداد بھی کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بھائی، دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم نصر اللہ خان صاحب (آف 98 شمالی سرگودھا) 23 اپریل 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت اللہ رکھا صاحبؓ کے پوتے تھے۔ مرحوم پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، غریبوں کی مدد کرنے والے نیک انسان تھے۔ آپ مکرم بلاول احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کے والد تھے۔

(12) مکرم ڈاکٹر رائے انور احمد مبشر صاحب (آف احمد نگر) 3 مارچ 2016ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ محلّہ میں بطور سیکرٹری امور عامہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے اور ہمیشہ جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں نمایاں تھے۔ خدا کے فضل سے موصی تھے۔

(13) مکرم نعیم الحق صاحب (ابن مکرم فیاض الحق صاحب آف کوئٹہ) 17 نومبر 2015ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کراچی یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ بعد از ریٹائرمنٹ کوئٹہ شفٹ ہوگئے۔ مرحوم بڑے متقی، صالح اور خلافت کے فدائی نیک انسان تھے۔ تندرستی کے حالات میں نمازوں کے لئے باقاعدگی سے مسجد آتے رہے۔ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔

(14) مکرم ڈاکٹر شہر یار آفتاب صاحب (آف واپڈا ٹاؤن لاہور) 3 جون 2015ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1990-91 میں بیعت کی اور مرتے دم تک سلسلہ سے وفا کا عہد نبھایا۔ انتہائی شریف النفس، ہمدرد، مہمان نواز اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔ خدمت خلق کے کاموں میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 412

مکرم حلمی محمد حسین مرمر صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم حلمی محمد حسین مرمر صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف ایمان افروز سفر کا پہلا حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔وہ بیان کرتے ہیں:

زندگی کا اہم موڑ

مصر میں میرے علم میں یہ بات آئی کہ زکریا بطرس نامی ایک عیسائی پادری اسلام پر ایسے تابڑتوڑ حملے کررہا ہے کہ بڑے بڑے علماء اس کے ردّ سے عاجز آگئے ہیں اور ایسے لگتا ہے جیسے ان کے سروں پر کوئی ایسی مصیبت آن پڑی ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت انہیں نظر نہیں آتی، چنانچہ اس مشکل صورتحال نے ان کی قابلیت اور علمی دعوں اور سفید جبّوں اور لمبی داڑھیوں کی قلعی کھول دی ہے۔اور تو اور جامعۃ الأزہر نے بھی کہہ دیا ہے کہ حکمت کا تقاضا ہے کہ ایسے معترضین کا جواب نہ دیا جائے کیونکہ الازہر کو اس سے زیادہ اہمیت کے حامل امور کی انجام دہی کی فکر ہے۔

مجھے الازہر کے اس بیان کو پڑھ کر حیرت ہوئی اور میں نے کہا کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ ہورہا ہے اس کے دفاع سے زیادہ اہم وہ کونسا کام ہے جس کی فکر الأزہر کو ستائے جارہی ہے؟!

بہرحال میں نے عیسائی پادری کا یہ چینل تلاش کرنے کی کوشش کی تو اسی اثناء میں دیگر مختلف چینلز کو بھی لگا لگا کر چیک کرتا گیا۔ ایسے میں ایک چینل پر مجھے ایک پرانے زمانے کا منظر دکھائی دیا۔کئی صاحبِ وقار لوگ ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ان کے درمیان ایک شخص انگریزی زبان میں نہایت باوقار لہجے میں ان سے باتیں کررہا تھا اور وہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سن رہے تھے۔مجھے اس کی باتوں میں ’’محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘، مکہ مکرمہ اور مدینہ وغیرہ کے الفاظ کی سمجھ آتی تھی۔ پھر اس نے آیت کریمہ {إِنَّ أَوّلَ بَيتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَكّةَ مبارَكًا وهدًى لِّلعالَمِين} کی تفسیر بیان کرنا شروع کی۔ میں انگریزی میں اس کی بات کو نہ سمجھنے کے باوجود ریموٹ ایک سائیڈ پر رکھ کر صوفے پر سیدھا ہوکر بیٹھ گیا کیونکہ میرے دل نے کہا کہ اس چینلز میں اور اس پر جاری گفتگو میں کوئی راز کی بات ہے۔تھوڑی دیر کے بعد عربی ترجمہ شروع ہوا تو میں نے مذکورہ بالا آیت کریمہ کی ایسی تفسیر سنی جس سے بہتر اور پُرمعارف تفسیر میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرلیا اور ہمہ تن گوش ہوکر بیٹھ گیا۔ یہ پروگرام کیا تھا! میرے لئے علمی خزانے کا ایک باب کھل گیا تھا اور یہ عظیم الشان تفسیر اسی خزانے کا ایک بیش قیمت موتی تھی۔یہ پروگرام میری زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوا اس لئے مجھے آج تک ٹی وی سکرین پر اس پروگرام کی ریکارڈنگ کی لکھی ہوئی تاریخ بھی یاد ہے جو 9 مئی 1995 تھی۔

آسمانی وجود۔آسمانی نور

اس پروگرام کے ختم ہونے پر ٹی وی سکرین کے بائیں جانب ایک تصویر ظاہر ہوئی جبکہ اس کے دائیں جانب کچھ لکھا ہوا تھا جو کسی اچھا پڑھنے والے کی آواز میں پیش کیا جارہا تھا۔ایسے لگ رہا تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام ہے جو فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جارہا ہے اور اس وقت اکیلا میں ہی اس کا مخاطب ہوں۔تصویر والا شخص آسمانی وجود لگ رہا تھا۔اس تصویر کے نیچے نسبتًا چھوٹے حروف میں لکھا تھا: ’حضرت مرزا غلام احمد الامام المہدی والمسیح الموعود علیہ السلام‘۔یہ پڑھتے ہی مجھ پر جیسے بجلی گرگئی، کیونکہ میں امام مہدی اور مسیح موعود کی آمد کا تو قائل تھا لیکن میرے خیال میں یہ آخری زمانے کی باتیں تھیں اور میرے خیال میں آخری زمانے میں ابھی بہت لمبا عرصہ باقی تھا کیونکہ اس میں تو بہت سے عجیب وغریب امور نے وقوع پذیر ہونا تھا۔جیسے یہ کہ لوگ صبح جاگیں گے تو دیکھیں گے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل رہا ہوگا، اور دیکھیں گے کہ ایک کانا عجیب الخلقت اور مہیب دیو قامت شخص جنت اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے اور جہنم بائیں ہاتھ میں لئے زمین میں فساد برپا کررہا ہوگا۔جس کا بولنے والا ایک گدھا ہوگا جو ہرایک سے اس کی ہی زبان میں بات کرے گا، وغیرہ وغیرہ۔ میں ان تمام پیشگوئیوں کی اجمالی صداقت کا قائل تھا لیکن اس بارہ میں کبھی سوچا نہ تھا کہ کس زمانے میں یہ واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔تاہم جب میں نے امام مہدی کے دعویدار کی اس تصویر کو دیکھا تو اس کا انکار نہ کرسکا۔کیونکہ میں نے ابھی تک اس چینل پر جو کچھ سنا تھا اس کی نظیر کہیں نہ پائی تھی۔ایسے محسوس ہوا کہ ایک نور میرے دل کے راستے میرے پورے جسم میں پھیل گیا ہے۔اور میں اس نور کے آگے سرِتسلیم خم کرچکا تھا۔

الغرض یہ چینل ہی میرے لئے سب کچھ ہوگیا۔جو کچھ اس پر پیش کیا جاتا ایسے لگتا جیسے مجھے اسی کی ہی ضرورت تھی اور جو لوگ اس پر پروگرام پیش کرتے یوں محسوس ہوتا کہ ان سے بہتر میرا حقیقی رشتہ دار اور قریبی دوست کوئی نہیں۔

الغرض اسی چینل کو دیکھنا اور اسی کے سامنے بیٹھ کر کھانا پینا اور اس کو دیکھتے ہوئے ہی سوجانا میرا روزمرہ کا وتیرہ بن گیا۔اس پر پیش کی جانے والی تفاسیر، موازنہ، منطقی جواب، اور مضبوط دلائل نے میرے لئے حق کو واضح کردیا اور باطل کا بطلان ثابت کردیا۔

مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا

ایم ٹی اے العربیہ سے تعارف ہوا اور عربی ویب سائٹ کے مواد کو پڑھنا شروع کیا تو مجھے اپنے ان سوالوں کے جواب ملنے شروع ہوگئے جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں اٹکے ہوئے تھے۔مثلاً خلق آدم کے بارہ میں مجھے مولویوں کے جواب نہایت بچگانہ لگتے تھے۔لیکن جب میں نے عربی ویب سائٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف Revelation, Rationality, Knowledge and Truth کا عربی ترجمہ دیکھا اور اس میں خلق آدم کے مراحل پر عالمانہ اور محققانہ مضمون کا مطالعہ کیا تو یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ اگر میں ساری زندگی اس موضوع پر تحقیق کرتا رہتا تب بھی ان اعلیٰ علمی نکات تک رسائی نہ ہوپاتی جو مؤلف نے محض چند صفحات میں پیش کئے تھے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہوگئی کہ قرآن کریم نے سائنسی ایجادات اور گہرے علمی رازوں کو بہت پہلے بیان کردیا تھا اور یہ کہ سائنس اور کلام اللہ میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہ پڑھ کر مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا۔ میں نے کئی سال پہلے دعا کی تھی کہ خدایا مجھے اپنے نور سے منور فرمادے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی کتب میں پایا جانے والا قرآن کریم کا فہم درحقیقت وہ نور ہے جو مجھے اس دعا کی استجابت سے مل گیا۔

’’کفار‘‘ اور دین کے ٹھیکیدار!!

اس کے بعد میرے دیگر سوالوں کے بھی کافی وشافی جوابات مل گئے ۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (عَلّمَ القرآن) یعنی اس نے قرآن سکھایا ہے۔چنانچہ قرآن کریم کی جو تشریح مولوی حضرات کرتے ہیں اسے خدا کی سکھائی ہوئی تفسیر تو نہیں کہا جاسکتا۔ہاں احمدیت نے جو مفاہیم پیش کئے ہیں انہیں بلاشبہ خدا کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے کیونکہ ایسے معارف اور اعلیٰ نکات کسی کے ذہن کی پیداوار نہیں ہوسکتے۔اور اگر ایسے معارف اللہ تعالیٰ ہی سکھاتا ہے تو اس نے ان لوگوں کو کیوں سکھائے ہیں جنہیں مولوی کفار کہتے ہیں اور مولویوں کو کیوں نہیں سکھائے جو خود کو دین کا ٹھیکیدار کہتے ہیں؟!

تفہیمات اور بیعت

اگر مرزا غلام احمد قادیانی ان اعلیٰ افکار ومفاہیم کو لے کر آئے ہیں تو یقیناً وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔اور اگر وہی امام مہدی ومسیح موعود ہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کی بیعت کرنے کی تاکیدی وصیت کی ہے۔اور قربان جاؤں اپنے آقا کے جو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى اِنْ هُوَ إِلّا وَحْيٌ يُّوْحى﴾ کا مصداق تھا۔جب آپ نے فرمایا: فَإِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ ۔آپ کا یہ کلام دنیا کے مشرق ومغرب میں پھیلے مسلمانوں کے لئے ہے۔اور کیسا پُرحکمت کلام ہے کہ اس میں بتادیا گیا ہے کہ جب وہ امام آئے گا تو فَإِنْ رَأَيْتُمُوهُ کا وعدہ بھی پورا ہوگا۔یعنی ہرایک کے لئے اس امام کو دیکھنا آسان ہوجائے گا۔آج ہرایک سیٹلائٹ ڈش کے ذریعہ اپنے بند کمرہ میں بھی بیٹھ کر اس امام کو دیکھ کر اس کی صداقت کے بارہ میں تحقیق کرسکتا ہے۔آج رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فَإِنْ رَأَيْتُمُوهُ والی بات کس شان کے ساتھ پوری ہورہی ہے اور امام مہدی ہوا کے دوش پر پوری دنیا کے ہر گھر میں اور ہراس آنکھ کو نظر آسکتا ہے جس میں اسے دیکھنے کی پیاس ہے اور جسے اس وجود کی تلاش ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب دیکھو اور سچا پاؤ تو فَبَايِعُوْهُ یعنی فوراً بیعت کرلو۔یعنی تم اس کو اپنے گھر میں بیٹھے دیکھ بھی سکوگے اور اس کی بیعت بھی کرسکوگے۔چنانچہ آج انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے گھر سے ہی بیعت ارسال کی جاسکتی ہے۔خاکسار کے خیال میں اور معنوں کے علاوہ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ کا مطلب یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد شدائد آئیں گے۔اس لئے بیعت پر قائم رہنے کے لئے اگر تمہیں برف کے پہاڑوں پر چلنے کی سی مشقت بھی کرنے پڑی تو اس عہد کی حفاظت کرنا۔

مَیں نے بیعت فارم پُر کرکے ارسال کردیا اور کچھ عرصہ کے بعد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجھے بیعت کی قبولیت کا خط موصول ہوگیا۔اب میرا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہوگیا تھا جو خدا تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ہراس امر سے منزہ قرار دیتے ہیں جو ان کے شایان شان نہیں ہے۔

مخالفین کی مخالفت کی حقیقت

یہ عجیب بات ہے کہ جو الزامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگائے گئے وہی الزامات آپ کی جماعت پر بھی لگائے جاتے ہیں اور آج بیعت کرنے والوں کے بارہ میں بھی انہی الزامات کو دُہرایا جاتا ہے۔چنانچہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ بیعت کے بعد بعض سلفی اور وہابی متشددین نے لوگوں میں مشہور کردیا کہ یہ ملحد ہوگیا ہے اور اب خدا اس کے ملائکہ اور انبیاء وکتب سماویہ اور قیامت وغیرہ سب امور کا منکر ہے۔بعض نے ان کے پروپیگنڈے کو من وعن تسلیم کرلیا جبکہ بعض نے جب مجھے اس کے برعکس پایا تو مولویوں کے پروپیگنڈے کی مذمت کی، جس کی بنا پر مولوی حضرات نے کہنا شروع کردیا کہ یہ نیا دین اور نیا رسول اور نئی کتاب کا قائل ہے۔ پھر جب بعض نے اس کا بھی انکار کیا تو متشدد مولویوں نے پھر پینترا بدلا اور کہا کہ یہ اپنی باتوں میں مسیح کا لفظ باربار دُہراتا ہے اور ایک مسیح موعود کا قائل ہے اس لئے یہ عیسائی ہوگیا ہے۔ میں حیران تھا کہ جب ان کا مسیح آخری زمانے میں آئے گا تو ان کے منطق کے مطابق اس پر ایمان لانے سے کیا یہ سب مسلمان عیسائی ہوجائیں گے؟!

بہرحال چونکہ لوگ مجھے دیکھتے اور جانتے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ نماز پڑھتا ہے اس لئے عیسائی نہیں ہوا۔اس پر متشددین نے کہا کہ یہ مہدی کا قائل ہے اس لئے یہ شیعہ ہوگیا ہے۔ اس الزام پر بھی مجھے حیرت ہوئی کہ جب انکا امام مہدی آئے گا تو اس پر ایمان لانے سے کیا یہ سب شیعہ ہوجائیں گے؟!

بہرحال متشددین کے الزامات کے بارہ میں میرا ردّعمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تھا یعنی صبر اور دعا کے ساتھ خدا کی طرف رجوع۔ یہ درست ہے کہ بہت سے لوگ مجھے چھوڑ گئے اور بہتوں نے ہنسی ٹھٹھا کیا۔ لیکن جسے خدا تعالیٰ اپنے فضل کے نظارے کرواکے اپنی قربت کا احساس دلائے اسے لوگوں کے چھوڑ جانے کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے؟ اور جسے اللہ ہی چھوڑ دے، ساری دنیا کا ساتھ اسے کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

اک حرفِ ناصحانہ

آخر پر مَیں اپنے مسلمان بھائیوں کو کہتا ہوں کہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کے ساتھ حق کی تلاش شروع کی تو مجھے اسلام کی حقیقی تصویر اس جماعت میں نظر آئی۔اس جماعت کی تشریحات میں آپ کو بھی اسلام، نبی اسلام اور قرآن کریم کا دفاع اور ان کی عظمت ظاہر کرنے کا ہدف مضمر نظر آسکتا ہے۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔اگر کوئی پڑھنے کا مشغلہ رکھتا ہے تو جماعت کی ویب سائٹ آپ کے کمپیوٹر پر میسر ہے۔اگر کوئی سننے اور دیکھنے کا شوقین ہے تو ایم ٹی اے العربیہ آپ کے ٹی وی پر آپ کے گھر میں آسکتا ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ آپ اس چینل کے پروگرامز کی ویڈیوز جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔لیکن افسوس کہ آپ کو ڈراموں، فلموں اور فٹبال کے میچوں سے ہی فرصت نہیں ہے۔ذرا سوچیں کہ اگر یہ وہی مامور من اللہ ہے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور جس پر ایمان لانے کی تاکیدی نصیحت فرمائی تھی تو اس کو نہ مان کر آپ کس قدر کوتاہی اور گناہ کے مرتکب ہورہے ہیں؟!!

..........................(باقی آئندہ)

جلسہ سالانہ کی تاریخ سے چند دلچسپ واقعات

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

’جلسہ سالانہ‘ جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ پروگراموں کا ایک نہایت ہی اہم اور بابرکت حصہ ہے۔ اس کی بنیاد امرالٰہی سے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بابرکت ہاتھوں سے رکھی گئی۔ وہ بیج جو حضور علیہ السلام کے مقدّس ہاتھوں سے لگایا گیا تھا آج وہ ایک سدا بہار گلستان کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور سارا عالم اس کی دلآویزی و رعنائی سے معطّر اور مہک رہا ہے۔ جلسہ سالانہ اپنی ذات میں صداقت احمدیت کے ہزاروں نشانات لئے ہوئے ہوتا ہے۔ ہر جلسہ ہی بہت مبارک ہوتا ہے لیکن خصوصیت سے وہ جلسہ ہائے سالانہ جن میں مسیح پاک علیہ السلام کے روحانی جانشین اور آپ کے خلیفہ کی شمولیت ہو اس کی شان کچھ اَور ہی ہوتی ہے۔

گزشتہ کم و بیش 32 سال سے جماعت احمدیہ یوکے کے جلسہ ہائے سالانہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ان میں بنفس نفیس شمولیت فرماتے ہیں۔ آپ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرماتے ہیں۔ زرّیں ہدایات سے نوازتے ہیں اور آپ کی زیر نگرانی و ہدایات جلسہ کے انتظامات تکمیل پاتے ہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے زندگی بخش خطابات جو ان جلسوں کی اصل روح ہوتے ہیں ان سے افراد جماعت نئی ایمانی تازگی حاصل کرتے ہیں۔

مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کا ایک مضمون رسالہ ’النور‘ یوایس اے جولائی اگست 2016ء میں شائع ہوا ہے جس میں جلسہ سالانہ کی تاریخ سے متعلق بعض دلچسپ واقعات یکجا کئے گئے ہیں۔ ہم محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ اور ادارہ مجلّہ ’النور‘ کے شکریہ کے ساتھ قارئین الفضل کے لئے اس مضمون کے بعض حصے ذیل میں پیش کررہے ہیں۔ امید ہے یہ احباب کے لئے دلچسپی اور ایمان میں اضافہ کا موجب ہوں گے۔

اگلے ہفتہ جلسہ سالانہ یوکے حدیقۃ المہدی میں منعقد ہو رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ جلسہ کی کامیابی اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے ہم سب کو وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین (مدیر)

مہمانوں کے لئے اپنا بستر بھی دے دیا

جلسہ سالانہ پر مہمانوں کے لیے سرمائی بستروں کی کمی تھی۔ نبی بخش نمبر دار نے حضرت اقدس (مسیح موعودؑ) سے بستر منگوا کر مہمانوں کو دیئے۔ ان بستروں میں حضرت اقدسؑ کا بستر بھی چلا گیا۔ حضور کے لیے ایک اور بستر منگوایا گیا۔ حضورؑ نے فرمایا یہ کسی دوست کو دے دو۔ میرا کیا ہے مجھے تو اکثر رات کو نیند نہیں آتی۔ سردی کی وہ رات حضور نے اس طرح گزاری کہ ایک صاحبزادہ پر، جو غالباً حضرت مصلح موعودؓ تھے، ایک شتری چوغہ اوڑھایا ہوا تھا، اور خود حضور بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور اس طرح وہ رات گزر گئی۔ (مضامین مظہر صفحہ 9)

آپ مسکرا رہے تھے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

ایک دن آپ (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) نے ہماری والدہ سے فرمایا کہ اب تو روپیہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی میرا خیال ہے کہ کسی سے قرض لے لیا جائے کیونکہ اب اخراجات کے لیے کوئی روپیہ پاس نہیں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے جب واپس آئے تو اس وقت مسکرا رہے تھے واپس آنے کے بعد پہلے آپ کمرہ میں تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلے اور والدہ سے فرمایا کہ انسان باوجود خدا تعالیٰ کے متواتر نشان دیکھنے کے بعد بعض دفعہ بدظنی سے کام لیتا ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ لنگر کے لیے روپیہ نہیں اب کہیں سے قرض لینا پڑے گا مگر جب میں نماز کے لیے گیا تو ایک شخص نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ آگے بڑھا اور اُس نے ایک پوٹلی میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں اس کی حالت کو دیکھ کر سمجھا کہ اس میں کچھ پیسے ہوں گے مگر جب گھر آکر اُسے کھولا تو اس میں سے کوئی سو روپیہ نکل آیا۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 341)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ روایت کرتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے فرمایا شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں پکا لیتے تھے۔ مگر حضرت صاحب کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لیے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔ (سیرۃ حضرت امّاں جانؓ صفحہ 676)

اس قدر مالی فتوحات جن کا خیال و گمان نہ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

ایک دفعہ مارچ 1905ء کے مہینے میں بوجہ قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقّت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ 5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا۔

(روحانی خزائن، جلد نمبر 22، حقیقۃ الوحی صفحہ 346)

جماعت کی ترقی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1907ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر باہر سیر کے لیے تشریف لے گئے تو جلسہ پر آنے والے مہمان بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ رستہ میں لوگوں کے پاؤں کی ٹھوکریں لگنے کی وجہ سے آپ کی جوتی بار بار اُتر جاتی اور کوئی مخلص آگے بڑھ کر آپ کو جوتی پہنا دیتا جب بار بار ایسا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جو ترقی مقدر کی ہے وہ اُس نے ہمیں دکھا دی ہے۔‘‘

(افتتاحی خطاب حضرت مصلح موعودؓ برموقع جلسہ سالانہ مطبوعہ الفضل 8 دسمبر 1958ء)

بنفسِ نفیس اکرامِ ضیف

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’میری آنکھ نے پھر ایک حیرت افزا چیز دیکھی جو کانوں کے ذریعے پیش ہوئی تھی۔ حضرت اماں جانؓ بہ نفسِ نفیس لنگر خانہ میں تشریف لے جاتی ہیں اور وہاں کے انتظامات کو دیکھتی ہیں اور اپنی تسلّی کرتی ہیں۔ پھر اپنے ذاتی اخراجات سے ایک پلاؤ کی دیگ مہمان خواتین کے لیے تیار کرواتی ہیں۔ سوال پلاؤ کی ایک دیگ کا نہیں اکرامِ ضیف کے اس وصف کا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت کے ساتھ آپ کو ملا۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کے متعلق حضرت اماں جانؓ کی سیرۃ کا باب بہت وسیع اور اس کی شاندار مثالیں بے شمار ہیں۔۔۔ پھر یہی نہیں آپ اسٹیشن پر تشریف لے جاتی ہیں اور اپنی موٹر کو اس وقت مہمان عورتوں کو شہر لے جانے کے لیے پیش کر دیتی ہیں اور خود اسٹیشن پر کھڑی رہتی ہیں۔‘‘ (نوٹ: از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ الحکم 14 جنوری 1934ء)

انتہا درجہ کی مہمان نواز

حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک مضمون میری مریم میں حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ مرحومہ کا محبت بھرا ذکر فرماتے ہوئے ان کے نمایاں وصفِ مہمان نوازی کو بایں الفاظ خراجِ تحسین پیش فرماتے ہیں۔

مہمان نواز انتہا درجہ کی تھیں ہر ایک کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی کوشش کرتیں اور حتی الوسع جلسہ کے موقع پر گھر میں ٹھہرنے والے مہمانوں کا لنگر سے کھانا نہ منگواتیں خود تکلیف اُٹھاتیں۔ بچوں کو تکلیف دیتیں لیکن مہمان کو خوش کرنے کی کوشش کرتیں۔ بعض دفعہ اپنے پر اس قدر بوجھ لاد لیتیں کہ میں بھی خفا ہوتا کہ آخر لنگر خانہ کا عملہ اسی غرض کے لیے ہے تم کیوں اس قدر تکلیف میں اپنے آپ کو ڈال کر اپنی صحت برباد کرتی ہو آخر تمہاری بیماری کی تکلیف مجھے ہی اُٹھانی پڑتی ہے مگر اس بارہ میں کسی نصیحت کا ان پر اثر نہ ہوتا۔ کاش اب جبکہ وہ اپنے ربّ کی مہمان ہیں ان کی یہ مہمان نوازیاں اُن کے کام آجائیں اور وہ کریم میزبان اس وادیٔ غربت میں بھٹکنے والی روح کو اپنی جنت الفردوس میں مہمان کر کے لے جائے۔

(الفضل 12 جولائی 1944ء)

جلسوں پر بھی وہی ہماری میزبان ہوتی تھیں۔ حالانکہ جلسہ سالانہ پر ان کی مصروفیات کا جو عالم ہوتا تھا اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صبح کا ناشتہ وہ جلسہ گاہ پر جاتے ہوئے راستہ میں کرتی تھیں۔ جلسہ سالانہ پر دارالمسیح کے اندر اور باہر یعنی پورے قادیان میں مہمان ہوتے تھے مگر موصوفہ کی مہمان نوازی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ ان کی تمام تر توجہ و عنایات کا واحد مرکز صرف اس کی ذات ہے جلسہ گاہ کا انتظام ان کی پُر جوش اور دبنگ آواز کا مرہونِ منت ہوتا تھا ورنہ گاؤں سے جمع شدہ مجمع کو سنبھالنا آسان امر نہیں۔ (روایت از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔دکن)

(سیرۃ اُمِ طاہر صفحہ 113)

ایک بابرکت رؤیا

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان فرماتے ہیں کہ: غالباً 1919ء کی بات ہے کہ میں جلسہ سالانہ کی تقریب پر قادیان پہنچا۔ رات کو میں نے رؤیا دیکھی کہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے گھر میں رہتا ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیامگاہ بھی دارالمسیح ہی ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے مجھے ایک ڈبیہ جو خالص مشک سے بھری ہوئی تھی عطا فرمائی میں نے اس میں سے کچھ مشک کھالی اور پھر اس ڈبیہ کو جیب میں ڈال لیا۔ یہ مشک بہت ہی عمدہ اور خوش ذائقہ تھی۔ اس کے بعد میں حضرت ابراہیمؑ کے سامنے آیت اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا پڑھ کر عرض کرتا ہوں کہ منصب امامت کا عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس وقت جب میں نے زیادہ توجہ سے دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کی جگہ سیّدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظر آئے۔ دوسرے دن جلسہ سالانہ میں حضرت سیّدنا خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پُر معارف لیکچر جو عرفانِ الٰہی کے موضوع پر تھا ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد حضور کا لیکچر شروع ہوا اور عشاء کے وقت تک جاری رہا۔ جب تقریر ختم ہوئی تو حضور نے اونچی آواز سے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ مولوی غلام رسول راجیکی صاحب نمازِ مغرب و عشاء پڑھائیں لیکن لوگ تھکے ہوئے ہیں اس لئے نماز مختصر پڑھائی جائے۔ (روایت از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ۔ حیاتِ قدسی صفحہ 120)

نہایت قریب سے دیدارِ یار

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’میرے دل نے خواہش کی کہ حضور سیّدنا مسیح پاک کو دُور سے تو دیکھ لیا ہے مگر نزدیک بیٹھ کر دیکھنے کا موقع مل جائے تو کیا ہی خوش قسمتی ہے۔ ابھی اس خیال ہی میں مسجد اقصیٰ کے آخری حصہ میں نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ وہ چاند سے مکھڑے والا خوشبو سے معطّر دلبر آتا ہے اور عین میرے اور میرے بھائی حافظ ملک محمد صاحب کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور میں شکر مولیٰ میں لگ جاتا اور حیرت میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ ناچیز بندہ اور یہ انعام الٰہی۔ یہ میرے دل کی خواہش تھی یا بجلی کی تار تھی کہ جس نے بندہ نواز کے دل پر اثر کیا اور بندہ کے پاس لا بٹھایا مجھے اس جلسہ (1907ء) میں حضرت اقدسؑ کی دونوں روز دونوں تقاریر سننے کا موقع ملتا ہے۔ ایک روز حضور سیر کے لیے قصبہ سے باہر تشریف لے جاتے ہیں اور بالا رادہ بڑے بازار میں سے اپنے گرد بھیڑ سمیت باہر چلے جاتے ہیں تاکہ قادیان کے ہندو ساکنین کو یہ نظارہ دکھلایا جائے کہ یہ چھوٹا سا گاؤں اور یہ جم غفیر اور یاد کرایا جائے کہ حضور کا الہام یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کیسی صداقت کے ساتھ پورا کیا ہے۔

(روایت از ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب، اصحابِ احمد جلد ہشتم صفحہ 90)

صرف امام کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا:

’’پچھلے سال آنے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں میں برٹش ایمبیسی اسلام آباد (پاکستان) میں بیٹھا ہوا تھا اور امیگریشن کا آفیسر ایک بوڑھی عورت کے ساتھ انٹرویو لے رہا تھا جو کہ تعلیم یافتہ بھی معلوم نہیں ہوتی تھی معمر عورت تھی سادہ سی غریب سی جب اس نے بہت سے سوال کیے اور ویزا دینے لگا تو اچانک اس کو خیال آیا کہ اس سے پوچھوں کہ اس کا کوئی رشتہ دار تو نہیں کیونکہ وہ کہہ رہی تھی کہ میں تو اپنے امام کو ملنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا بی بی تمہارا کوئی رشتہ دار بھی وہاں ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میرا ایک بیٹا ہے فلاں جگہ رہتا ہے تو اسی وقت امیگریشن افسر کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے کہا کہ یہ تو بہانہ بنا رہی ہے۔ اپنے بیٹے کے پاس ٹھہرنے کے لیے اور وہاں نیشنیلٹی لینے کے لیے جا رہی ہوگی۔ یہ بدظنی اس کے دل میں پیدا ہوئی تو

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ جماعتی عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔ اب اکثر جگہوں پر انتخاب ہو چکے ہیں ملکوں میں بھی اور مقامی جماعتوں میں بھی۔ امراء، صدران و دیگر عہدیداران و مبلغین کے لئے نہایت اہم ہدایات۔

یہ ایک بنیادی امتیاز ہونا چاہئے خاص طور پر اُن لوگوں کا جو جماعتی کاموں کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں۔

اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔

تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں اور یہ گھر صرف سیکرٹری تربیت کا گھر نہیں ہے بلکہ عاملہ کے ہر ممبر کا گھر ہے اور مجلس عاملہ سب سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے۔ امیر جماعت، صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت جو بھی پروگرام بناتے ہیں ان کو سب سے پہلے اپنی عاملہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ ان پروگراموں پر عمل کر رہی ہے کہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے جو بنیادی احکام ہیں اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے عاملہ کے ممبران پورا کر رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے اور اس کے لئے مردوں کو یہ حکم ہے کہ نماز کا قیام کرو اور نمازوں کا قیام باجماعت نماز کی ادائیگی ہے۔ پس امراء، صدران، عہدیداران اپنی نمازوں کی حفاظت کر کے اس کے قیام اور باجماعت ادائیگی کی بھرپور کوشش کریں۔ ہمارے ہر عہدیدار میں نماز باجماعت کی ادائیگی کا احساس ہونا چاہئے ورنہ امانتوں کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے جس کی قرآن کریم میں بار بار تلقین کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کا عہدیداروں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے اور یہ باتیں لوگوں کے حقوق اور افراد جماعت کے ساتھ عہدیداروں کے رویّوں سے تعلق رکھتی ہیں

پھر ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہئے وہ عاجزی ہے۔

اپنے اپنے دائرہ کار کو سمجھنے کے لئے عہدیداران کے لئے ضروری ہے کہ قواعد و ضوابط کو پڑھیں اور سمجھیں۔ پھر ایک خصوصیت عہدیداران کی یہ بھی ہونی چاہئے کہ وہ ماتحتوں سے حسن سلوک کریں۔

کسی کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ میرا تجربہ اور میرا علم جماعت کے کاموں کو چلا رہا ہے، یا میرا تجربہ اور علم جماعت کے کاموں کو چلا سکتا ہے۔ جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے۔

پھر ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہئے وہ بشاشت ہے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔

عہدیداروں کی اور خاص طور پر امراء، صدران اور تربیت کے شعبوں اور فیصلہ کرنے والے اداروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے اندر رہتے ہوئے یہ طریق اختیار کرنے ہیں۔

امراء اور صدران اور جماعتی سیکرٹریان کا یہ بھی بہت اہم کام ہے کہ مرکز سے جو ہدایات جاتی ہیں یا سرکلر جاتے ہیں ان پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں اور اپنی جماعتوں کے ذریعہ بھی کروایا جائے۔

موصیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور اس کا حساب رکھنا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ لیکن مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا بھی کام ہے کہ ہر موصی کا حساب مکمل رکھیں اور جب ضرورت ہو انہیں یاددہانی بھی کروائیں کہ ان کے چندے کی کیا صورتحال ہے؟ ملکی جماعت کا کام ہے کہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام عہدیداروں کو توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو آئندہ تین سال کے لئے خدمت کا موقع دیا ہے اس میں وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کام سرانجام دے سکیں اور اپنے ہر قول و فعل سے جماعت میں نمونہ بننے والے ہوں۔

محترمہ صاحبزادی طاہرہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 رجولائی 2016ء بمطابق 15 وفا 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

کچھ عرصہ پہلے مَیں ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ یہ جماعتی عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔اب اکثر جگہوں پر انتخاب ہو چکے ہیں ملکوں میں بھی اور مقامی جماعتوں میں بھی اور نئے عہدیداروں نے اپنا کام سنبھال لیا ہے۔عہدیداروں میں بعض جگہوں پر بعض امراء، صدران اور دوسرے عہدیدار نئے منتخب ہوئے ہیں لیکن بہت سی جگہوں پر پہلے سے کام کرنے والوں کا ہی دوبارہ انتخاب کیا گیا ہے۔ نئے آنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا جہاں شکرادا کرنا چاہئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کے لئے چنا وہاں عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔اسی طرح جو عہدیدار دوبارہ منتخب ہوئے ہیں وہ بھی جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ خدمت کی توفیق دی وہاں اللہ تعالیٰ سے یہ عاجزانہ دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گزشتہ عرصۂ خدمت کے دوران ان سے جو کوتاہیاں، سستیاں اور غفلتیں ہوگئیں جس کی وجہ سے ان کے سپرد کی گئی امانتوں کا حق ادا نہیں کیا گیا یا حق ادا نہیں ہو سکا اللہ تعالیٰ ایک تو اس سے صَرفِ نظر فرمائے اور پھر اپنا فضل فرماتے ہوئے اس نے آئندہ تین سال کے لئے جو دوبارہ خدمت کا موقع عطا فرمایا ہے اور جو امانتیں اس کے سپرد کی ہیں ان میں آئندہ سستیاں اور کوتاہیاں اور غفلتیں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی خدمت کو کوئی معمولی خدمت نہیں سمجھنا چاہئے۔ سرسری طور پر نہیں لینا چاہئے۔ہم میں سے ہر ایک نے چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک عام احمدی ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے گا اور جب ایک شخص دین کی خدمت یا بحیثیت عہدیدار کسی خدمت کے کرنے کو قبول کرتا ہے یا اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تو اس پر دوسروں سے زیادہ بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عَہد کو پورا کرے اور یاد رکھے کہ یہ عَہد اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عَہدوں کو پورا کرنے کا کئی جگہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ بڑا واضح فرمایا ہے کہ تمہارے سپرد کی گئی امانتیں جن کو تم قبول کرتے ہو تمہارے عَہد ہیں پس اپنی امانتوں اور اپنے عَہدوں کو پورا کرو۔ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کے سچے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا۔(البقرة:178) یعنی اپنے عہد کو جب کوئی عہد کرلیں پورا کرنے والے ہیں۔

پس یہ خاص طور پر اُن لوگوں کا ایک بنیادی امتیاز ہونا چاہئے جو جماعتی کاموں کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں۔ اگر ان کے سچائی کے معیار میں ذرا سا بھی جھول ہے، کمی ہے، اگر ان کے تقویٰ کے معیار ایک عام فرد جماعت کے لئے نمونہ نہیں تو وہ اپنے عَہد، اپنے عُہدے، اپنی امانت کے حق کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔

پس امراء، صدران سب سے پہلے اپنی عاملہ کے سامنے بھی اور افراد جماعت کے سامنے بھی اپنے نمونے قائم کریں۔

سیکرٹریان تربیت ہیں جن کے سپرد تربیت کا کام ہے اور تربیت کا کام اسی وقت صحیح رنگ میں ہو سکتا ہے جب نمونے قائم ہوں۔ جو کام کرنے والا ہے، جس کی ذمہ داری ہے، دوسروں کو نصیحت کرنے والا ہے تو خود بھی ان کاموں پر عمل کرنے والا ہو۔پس سیکرٹریان تربیت بھی افراد جماعت کے سامنے اپنے نمونے قائم کریں کہ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

مَیں کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں کہ اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔ جتنا افرادِ جماعت کی تربیت کا معیار اونچا ہو گا اتنا ہی دوسرے شعبوں کا کام آسان ہو گا۔ مثلاً سیکرٹری مال کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری امور عامہ کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری تبلیغ کا کام آسان ہو گا۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کا، قضاء کا کام آسان ہو گا۔

میں اکثر مختلف جگہوں پر عاملہ کی میٹنگ میں کہا کرتا ہوں کہ تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں اور یہ گھر صرف سیکرٹری تربیت کا گھر نہیں ہے بلکہ عاملہ کے ہر ممبر کا گھر ہے اور مجلس عاملہ سب سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے۔ امیر جماعت، صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت جو بھی پروگرام بناتے ہیں ان کو سب سے پہلے اپنی عاملہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ ان پروگراموں پر عمل کر رہی ہے کہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے جو بنیادی احکام ہیں اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے عاملہ کے ممبران پورا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تقویٰ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے اور اس کے لئے مردوں کو یہ حکم ہے کہ نماز کا قیام کرو اور نمازوں کا قیام باجماعت نماز کی ادائیگی ہے۔ پس امراء، صدران، عہدیداران اپنی نمازوں کی حفاظت کر کے اس کے قیام اور باجماعت ادائیگی کی بھرپور کوشش کریں تو اس سے جہاں ہماری مسجدیں آباد ہوں گی، نماز سینٹر آباد ہوں گے وہاں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور اپنے عملی نمونے سے افراد جماعت کی بھی تربیت کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی ہوں گے۔ ان کے کاموں میں آسانیاں بھی پیدا ہوں گی۔ صرف باتیں کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس کام کرنے والے پہلے اپنے جائزے لیں کہ کس حد تک ان کے قول و فعل ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَاتَفْعَلُوْنَ۔(الصف:3) یعنی اے مومنو وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے‘‘۔ فرمایا کہ ’’تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 67۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا ’’یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی جب تک عمل نہ ہو‘‘۔ اَور ’’محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 77۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

عمل کے علاوہ اگر اور باتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کھول کر بتایا کہ ہمارے عمل اور قول میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ پس اس بات کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لینے والے سب سے زیادہ ہمارے عہدیدار ہونے چاہئیں۔

جہاں فاصلے زیادہ ہیں یا چند گھر ہیں اور مسجد یا سینٹر کی سہولت موجود نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے اور عملاً یہ مشکل نہیں ہے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اس کی پابندی کرتے ہیں۔ان کے پاس کوئی باقاعدہ خدمت بھی نہیں ہے۔ کسی عاملہ کے ممبر بھی نہیں ہیں لیکن اپنے گھروں میں اردگرد کے احمدیوں کو جمع کر کے نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ پس اگر احساس ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہمارے ہر عہدیدار میں نماز باجماعت کی ادائیگی کا احساس ہونا چاہئے ورنہ امانتوں کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے جس کی قرآن کریم میں بار بار تلقین کی گئی ہے۔

پس ہمیشہ عہدیداران کو یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی نشانی ہی یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ان کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ یہ دیکھنے والے ہیں کہ کہیں ہمارے سپرد جو امانتیں کی گئی ہیں اور جو ہم نے خدمت کرنے کا عہد کیا ہے اس میں ہماری طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی تو نہیں ہو رہی؟ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔(بنی اسرائیل:35) کہ ہر عہد کے متعلق ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہو گی۔ یہ عبادت تو ایک بنیادی چیز ہے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اس کا حق تو ہم نے ادا کرنا ہی ہے۔ اس میں سستی تو، خاص طور پر عہدیداروں کی طرف سے بالکل نہیں ہونی چاہئے بلکہ کسی بھی حقیقی مومن کی طرف سے نہیں ہونی چاہئے۔

اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کا عہدیداروں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے اور یہ باتیں لوگوں کے حقوق اور افراد جماعت کے ساتھ عہدیداروں کے رویّوں سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی طرح یہ باتیں عہدیداروں کے عَہدوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔

کوئی عہدیدار افسر بننے کے تصور سے یا بنائے جانے کے تصور سے کسی خدمت پر مامور نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام میں تو عہدیدار کا تصور ہی بالکل مختلف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔(کنز العمال کتاب السفر ،الفصل الثانی فی آداب السفر ، جزء 6 صفحہ 302 حدیث 17513 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

پس ایک عہدیدار کا لوگوں کے معاملے میں اپنی امانت کا حق ادا کرنا اس کا قوم کا خادم بن کر رہنا ہے۔ اور یہ حالت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب انسان میں قربانی کا مادہ ہو۔ اس میں عاجزی اور انکساری ہو۔ اس کا صبر کا معیار دوسروں سے اونچا ہو۔ بعض دفعہ عہدیداروں کو بعض باتیں بھی سننی پڑتی ہیں۔ اگر سننی پڑیں تو سن لینی چاہئیں۔ اپنا یہ جائزہ تو عہدیدار خود ہی لے سکتے ہیں کہ ان کا برداشت کا یہ پیمانہ کتنا اونچا ہے، کس حد تک ہے اور عاجزی کی حالت ان کی کس حد تک ہے۔ بعض دفعہ ایسے عہدیداران کے معاملات بھی سامنے آ جاتے ہیں جن میں برداشت بالکل بھی نہیں ہوتی اور اگر کوئی دوسرا بدتمیزی کر رہا ہے تو یہ بھی تُو تکار شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی عام شخص بدتمیز ہے تو اس سے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے اخلاق تو یہی کہیں گے کہ بڑا بداخلاق ہے۔ اس کے اخلاق گرے ہوئے ہیں۔ لیکن جب عہدیدار کے منہ سے غلط الفاظ لوگوں کے سامنے نکلتے ہیں تو عہدیدار کی اپنی عزت اور وقار پر حرف آتا ہے اور ساتھ ہی جماعت کے افراد پر بھی اثر پڑتا ہے۔ جماعت کا جو معیار ہونا چاہئے اور جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں اس میں اگر کہیں بھی ایک بھی ایسی مثال ہو جائے تو جماعت کی بدنامی کا موجب بنتی ہے اور بن سکتی ہے اور یہ مثالیں بعض جگہوں پہ ملتی ہیں۔ مسجدوں میں بھی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ باتیں بچوں اور نوجوانوں پر انتہائی برا اثر ڈالتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ نے کس طرح ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ۔(الحشر:10) کہ مومن جو ہیں اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مثال انصار نے مہاجرین کے لئے قائم کی۔ اور یہی ایک نمونہ ہے ہمارے لئے۔ یہ نفسوں کو ترجیح دینا تو بڑی دُور کی بات ہے اور بڑی بات ہے، بعض دفعہ تو کسی کا جو حق ہے وہ بھی پوری طرح ادا نہیں کیا جاتا۔ لوگوں کے بعض معاملات عہدیداروں کے پاس یا مرکز میں رپورٹ بھجوانے کے لئے آتے ہیں یا مرکز سے رپورٹ بھجوانے کے لئے بعض معاملات بھیجے جاتے ہیں تو بڑی بے احتیاطی سے معاملے کی رپورٹ دی جاتی ہے۔ صحیح رنگ میں تحقیق نہیں کی جاتی اور رپورٹ بھجوائی جاتی ہے یا معاملے کو اتنا لٹکا دیا جاتا ہے کہ اگر کسی ضرورتمند کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی درخواست ہے تو وقت پر ضرورت پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس ضرورتمند کو نقصان ہو جاتا ہے یا تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بعض عہدیداران اپنی مصروفیت کا بھی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ بعض کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا صرف عدم توجہگی ہوتی ہے۔ اگر ان کے اپنے معاملے ہوں یا کسی قریبی کے معاملے ہوں تو ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔

پس حقیقی خدمت کا جذبہ، قربانی کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ ایک فکر کے ساتھ دوسرے کے کام آیا جائے اور جب یہ قربانی کا مادہ ہو اور دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر کام کیا جائے گا تو جماعت کے افراد کا بھی معیار قربانی بڑھے گا۔ ایک دوسرے کے حق مارنے کی بجائے حق دینے کی طرف توجہ ہوگی۔ ہم غیروں کے سامنے تو یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں امن تب قائم ہو سکتا ہے جب ہر سطح پر حق لینے اور حق غصب کرنے کی بجائے حق دینے اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو لیکن ہمارے اندر اگر یہ معیار نہیں تو ہم ایک ایسا کام کر رہے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

پھر ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہئے وہ عاجزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔(الفرقان:64) کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ پس اس کی بھی اعلیٰ مثال ہمارے عہدیداروں میں ہونی چاہئے۔ جتنا بڑا کسی کے پاس عہدہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے خدمت کے جذبے سے لوگوں کے ملنے کے لحاظ سے عاجزی دکھانی چاہئے اور یہی بڑا پن ہے۔ لوگ دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں کہ عہدیداروں کے رویّے کیا ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا رویّہ ایسا تھا لیکن آج مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس عہدیدار نے مجھے نہ صرف سلام کیا بلکہ میرا حال بھی پوچھا اور بڑی خوش اخلاقی سے پیش آیا اور اس کے رویّے کو دیکھ کر خوشی ہوئی اور اس سے اس عہدیدار کا بڑا پن ظاہر ہوا۔

پس اکثریت افراد جماعت کی تو ایسی ہے کہ وہ عہدیداروں کے پیار، نرمی اور شفقت کے سلوک سے ہی خوش ہو کر ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی عہدیدار کے دل میں اپنے عہدے کی وجہ سے کسی بھی قسم کی بڑائی پیدا ہوتی ہے یا تکبر پیدا ہوتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے تو پھر کام میں برکت نہیں رہتی۔ اور دین کا کام تو ہے ہی خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور جب خدا تعالیٰ کی رضا ہی نہیں رہی تو پھر ایسا شخص جماعت کے لئے بجائے فائدے کے نقصان کا موجب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ عہدیداروں کو خاص طور پر اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ان میں عاجزی ہے یا نہیں۔ اور ہے تو کس حد تک ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا زیادہ کوئی عاجزی اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب استحباب العفو والتواضع حدیث 6487)

پس ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کو اگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقع دیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس احسان کی شکرگزاری اس میں مزید عاجزی اور انکساری کا پیدا ہونا ہے۔ اگر یہ عاجزی اور انکساری مزید پیدا نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا نہیں ہوتا۔

بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ عام حالات میں اگر ملیں تو بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ لوگوں سے بھی صحیح طریق سے مل رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کسی کا اپنے ماتحت یا عام آدمی سے اختلاف رائے ہو جائے تو فوراً ان کی افسرانہ رَگ جاگ جاتی ہے اور بڑے عہدیدار ہونے کا زعم اپنے ماتحت کے ساتھ متکبرانہ رویے کا اظہار کروا دیتا ہے۔ پس عاجزی یہ نہیں کہ جب تک کوئی جی حضوری کرتا رہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا تو اس وقت تک عاجزی کا اظہار ہو۔ یہ بناوٹی عاجزی ہے۔ اصل حقیقت اس وقت کھلتی ہے جب اختلاف رائے ہو یا ماتحت مرضی کے خلاف بات کر دے تو پھر انصاف پر قائم رہتے ہوئے اس رائے کا اچھی طرح جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے۔ پس اس عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہوگا اور جب یہ ہوگا تو یہ عاجزی حقیقی عاجزی کہلائے گی۔

ہمیشہ عہدیدار کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سامنے رکھنا چاہئے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا۔(لقمان:19) اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصہ سے مت پھلاؤ۔ (اپنا منہ نہ پھلاؤ غصہ سے) اور زمین میں تکبر سے مت چلو۔

اختلاف رائے کی میں نے بات کی ہے تو اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ قواعد بیشک امیر جماعت کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ بعض دفعہ وہ عاملہ کی رائے کو ردّ کر کے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے لیکن ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ سب کو ساتھ لے کر چلا جائے اور مشورے سے، اکثریت رائے سے ہی فیصلے ہوں اور کام ہوں۔ بعض جگہ امراء اس حق کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس حق کا استعمال انتہائی صورت میں ہونا چاہئے۔ جہاں یہ پتا ہو کہ جماعت کا یہ مفاد ہے تو پھر وہاں عاملہ پہ واضح بھی کر دیا جائے۔ وسیع تر جماعتی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ہونا چاہئے۔ اس کے لئے دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی لینی چاہئے۔ صرف اپنی عقل پر بھروسہ نہ کریں۔ واضح ہو کہ یہ حق صدرانِ جماعت کو نہیں۔ جہاں نیشنل صدر ہیں وہاں بھی ان کو نہیں کہ عاملہ کی رائے کو ردّ کرتے ہوئے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کریں۔ اپنے اپنے دائرہ کار کو سمجھنے کے لئے عہدیداران کے لئے ضروری ہے کہ قواعد و ضوابط کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اگر قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کریں گے تو بعض چھوٹے چھوٹے مسائل جو عاملہ کے اندر یا افراد جماعت کے لئے بے چینی کا باعث بن جاتے ہیں وہ نہیں بنیں گے۔

پھر ایک خصوصیت عہدیداران کی یہ بھی ہونی چاہئے کہ وہ ماتحتوں سے حسن سلوک کریں۔ جماعت کے اکثر کام تو رضا کارانہ ہوتے ہیں۔ افراد جماعت جماعتی کام کے لئے وقت دیتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ ان کو جماعت سے تعلق اور محبت ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اپنے کام کرنے والوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔

پھر اس حسن سلوک کے ساتھ اپنے نائبین اور ماتحتوں کو کام سکھانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے تاکہ جماعتی کام بہتر طور پر چلانے کے لئے ہمیشہ کارکن مہیا ہوتے رہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ جماعت کے کاموں کو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے۔ لیکن اگر افسران عہدیدارن جن کو کام کا تجربہ ہے کام کرنے والوں کی دوسری لائن تیار کرتے ہیں تو ان کو اس کام کا بھی ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ ہی مجھے، نہ پہلے خلفاء کو کبھی یہ فکر ہوئی کہ جماعتی کام کیسے چلیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کام کرنے والے مخلصین مہیا کرتا رہے گا۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 267 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وقت میں ایک عہدیدار کا خیال تھا کہ میری حکمت عملی اور میری محنت کی وجہ سے مالی نظام بہت عمدہ طور پر چل رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو جب یہ پتا چلا تو آپ نے اس کو ہٹا کر ایک ایسے شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا جس کو مال کی الف ب بھی نہیں پتا تھی۔ لیکن کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور خلیفہ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اس وجہ سے نئے آنے والے افسر جس کو کچھ بھی نہیں پتا تھا اس کے کام میں اتنی برکت پڑی کہ اس سے پہلے کبھی تصور بھی نہیں تھا۔

پس عہدیداروں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ جماعتی کارکنوں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ واقفین زندگی کو تو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ وہ جماعت کی اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں ورنہ کام تو خود اللہ تعالیٰ کر رہا ہے اور یہ اس کا وعدہ ہے۔ اس لئے کسی کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ میرا تجربہ اور میرا علم جماعت کے کاموں کو چلا رہا ہے یا میرا تجربہ اور علم جماعت کے کاموں کو چلا سکتا ہے۔ جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے۔ ہماری بہت ساری کمزوریاں، کمیاں ایسی ہیں کہ اگر دنیاوی کام ہو تو ان میں وہ برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ ان کے وہ اچھے نتیجے نکل ہی نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور خود فرشتوں کے ذریعہ سے مدد فرماتا ہے۔

تبلیغ کے مثلاً کام ہیں۔ اس میں ہی ان مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں پلے بڑھے ایسے نوجوان کارکن مہیا کر دیئے ہیں جنہوں نے اپنے طور پر دینی علم حاصل کیا ہے اور پھر مخالفین احمدیت کا منہ بند کرتے ہیں اور ایسے جواب دیتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور پھر بہت سارے ایسے نوجوان ہیں جن کے اس طرح کے جوابوں سے مخالفین کو راہِ فرار کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ پس عہدیدار خدمت دین کے موقع کو فضل الٰہی سمجھیں، نہ کہ اپنے کسی تجربے یا لیاقت اور قابلیت کی وجہ۔

پھر ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہئے وہ بشاشت ہے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔(البقرۃ:84) یعنی اور لوگوں کے ساتھ نرمی سے بات کیا کرو۔ اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ پس یہ بھی ایک بنیادی خُلق ہے جو عہدیداروں میں بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ اپنے ماتحتوں سے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے بھی جب بات چیت کریں اور اسی طرح جب دوسرے لوگوں سے بھی بات کریں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ انتظامی معاملات کی وجہ سے سختی سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے لیکن یہ ضرورت انتہائی قدم ہے اور اگر پیار سے کسی کو سمجھایا جائے اور عہدیدار لوگوں کو یہ احساس دلا دیں کہ ہم تمہارے

ہمدرد ہیں تو ننانوے فیصد ایسے لوگ ہیں جو سمجھ جاتے ہیں اور جماعت سے اس لئے تعاون کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کہ جماعت سے ان کو ایک تعلق ہے۔ لیکن بڑی اور اہم شرط یہی ہے کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے یا لوگوں کو یہ احساس ہو جائے کہ عہدیدار ہمارے ہمدرد ہیں۔ نرمی سے لوگوں سے بات کریں۔ کسی کی غلطی پر شروع میں ہی اس طرح پکڑ نہ کرلیں کہ دوسرے کو اپنی صفائی کا صحیح طرح موقع ہی نہ ملے۔ ہاں جو عادی ہیں، بار بار کرنے والے ہیں، بات بات پر فتنہ اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ سختی بھی کرنی پڑتی ہے لیکن اس کے لئے پوری طرح تحقیق ہونی چاہئے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ سختی بھی ذاتی عناد کی شکل اختیار کرنے والی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اصلاح کے لئے ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے مقرر کردہ یمن کے والیوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ اور محبت اور خوشی پھیلانا۔ نفرت کو نہ پنپنے دینا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 638 حدیث 19935 مسند ابوموسیٰ الاشعری مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ایسی نصیحت ہے جو عہدیداروں اور افراد جماعت کے درمیان بھی تعلقات میں خوبصورتی پیدا کرتی ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں آپس میں افراد جماعت میں بھی ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔

پس عہدیداروں کی اور خاص طور پر امراء، صدران اور تربیت کے شعبوں اور فیصلہ کرنے والے اداروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے اندر رہتے ہوئے یہ طریق اختیار کرنے ہیں۔ دنیاداروں کی طرح نہیں کہ آسانیاں پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکموں کو بھول جائیں۔ ہم نے شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے بندوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ قواعد وضوابط کی کتاب کو ہر عہدیدار کو دیکھنا چاہئے اور اپنے شعبے کے کاموں کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ ہر ایک کو اپنی حدود کا علم ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ عہدیداروں کو اپنی حدود کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ ایک شعبہ ایک کام کر رہا ہوتا ہے جبکہ قواعد وضوابط میں دوسرے شعبہ میں وہ کام لکھا ہوتا ہے۔ یا بعض دفعہ ایسا باریک فرق کاموں کے بارے میں ہوتا ہے جس پر غور نہ کرتے ہوئے دو شعبے ایک دوسرے کی حد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں میری یہاں یوکے (UK) کی مجلس عاملہ سے بھی میٹنگ تھی وہاں بھی مجھے احساس ہوا کہ اس باریک فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بلاوجہ کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اگر قواعد کو پڑھیں تو اس طرح وقت ضائع نہ ہو۔ مثلاً تبلیغ کے شعبہ نے تبلیغی مہم بھی چلانی ہے اور رابطے بھی کرنے ہیں۔ رابطوں سے ہی تبلیغ آگے پھیلے گی۔ اسی طرح شعبہ امور خارجہ ہے اس نے بھی رابطے کرنے ہیں اور جماعت کا تعارف بھی کروانا ہے۔ دونوں کا دائرہ علیحدہ ہے۔ ایک نے تبلیغی مقصد کے لئے کام کرنا ہے۔ دوسرے نے اپنی پبلک ریلیشن (Public Relation) کے لئے یہ کام کرنا ہے۔ تعلقات بڑھانے کے لئے یہ کام کرنا ہے۔ اصل مقصد تو جماعت کا تعارف اور دین کی طرف رہنمائی ہے تا کہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف لا کر ہم ان کی دنیا و عاقبت بھی سنوارنے کی کوشش کریں اور دنیا کے امن کی صورتحال کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔ دنیاوی طور پر کوئی کریڈٹ لینا تو ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اگر شعبے آپس میں تعاون سے کام کریں تو نتیجہ کئی گنا بہتر نکل سکتا ہے۔

پھر اکثر جگہوں سے اس بات کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ شعبوں کے بجٹ صحیح طرح مختص نہیں کئے جاتے۔ ہر شعبے کو بجٹ جو شوریٰ میں پاس ہوا ہوتا ہے وہ بجٹ دیا جانا چاہئے اور اس کے خرچ کا متعلقہ سیکرٹری کو اختیار ہونا چاہئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ سیکرٹری سال کے کام کا منصوبہ عاملہ میں پیش کرے اور اس منظور شدہ منصوبے کے مطابق خرچ ہو اور پھر کام کا جائزہ ہر عاملہ میٹنگ میں لیا جائے اور اگر منظور شدہ منصوبے میں یا کام کے طریق میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہو یا بہتری کی گنجائش کی طرف کسی کی توجہ ہو اور دلائی جائے تو اس پر دوبارہ غور کر لیا جائے۔

پھر امراء اور صدران اور جماعتی سیکرٹریان کا یہ بھی بہت اہم کام ہے کہ مرکز سے جو ہدایات جاتی ہیں یا سرکلر جاتے ہیں ان پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں اور اپنی جماعتوں کے ذریعہ بھی کروایا جائے۔ بعض جماعتوں کے بارے میں یہ شکایات ملتی ہیں کہ مرکزی ہدایات پر پوری طرح عمل نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی ہدایت کے بارے میں کسی خاص ملک یا جماعت کو ملکی حالات کی وجہ سے کچھ تحفظات ہوں تو پھر بھی فوری طور پر مرکز سے رابطہ کر کے حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کرنے کی درخواست کرنی چاہئے اور یہ کام امیر جماعت اور صدر کا ہے۔ لیکن یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں کہ اپنی عقل لڑاتے ہوئے اس ہدایت کو ایک طرف رکھ کر دبا دیا جائے اور اس پر عمل نہ کروایا جائے اور نہ ہی مرکز کو اطلاع کی جائے۔ کسی بھی امیر یا صدر جماعت کی جو یہ حرکت ہے یہ مرکز گریز رویّہ سمجھی جائے گی اور اس بارہ میں پھر مرکز کارروائی بھی کر سکتا ہے۔

موصیان کے بارہ میں بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو موصیان کو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور اس کا حساب رکھنا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ لیکن مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا بھی کام ہے کہ ہر موصی کا حساب مکمل رکھیں اور جب ضرورت ہو انہیں یاددہانی بھی کروائیں کہ ان کے چندے کی کیا صورتحال ہے؟ ملکی جماعت کا کام ہے کہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی معاملے میں کسی شخص کے بارے میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور وہ شخص موصی ہوتا ہے۔ رپورٹ میں ذکر کر دیا جاتا ہے کہ اس نے اتنے عرصے سے وصیت کا چندہ نہیں دیا۔ جب پوچھا جائے کہ وصیت کا چندہ نہیں دیا تو وصیت کس طرح قائم ہے؟ تو پھر تحقیق کرنے پر پتا چلتا ہے کہ موصی کا قصور نہیں تھا۔ اس نے تو چندہ دیا تھا۔ لیکن ریکارڈ رکھنے والوں نے، دفتر نے صحیح ریکارڈ نہیں رکھا۔ ایک تو ایسی رپورٹ بلاوجہ موصی کو پریشان کرنے کا موجب بنتی ہے۔ دوسرے جماعتی نظام کی کمزوری کا بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اب تو ٹھوس حسابات کا انتظام ہو چکا ہے۔ بڑا systematic طریقہ ہے۔ کمپیوٹر ہیں، سب کچھ ہیں۔ ایسی غلطی ہونی نہیں چاہئے۔ ہر ملک کے سیکرٹریان وصایا اور سیکرٹریان مال اپنے ملک کی ہر جماعت کے متعلقہ سیکرٹریان کو فعّال کریں اور امرائے جماعت کا بھی یہ کام ہے کہ اس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہا کریں۔ صرف چندہ جمع کرنا اور اس کی رپورٹ کرنا ان کا کام نہیں ہے بلکہ اس نظام کو قابل اعتماد بنانا اور مرکز اور مقامی جماعتی نظام میں مضبوط ربط پیدا کرنا بھی امراء کا کام ہے۔

اسی طرح ایک بات مبلغین اور مربیان کے حوالے سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بعض جگہ مربیان مبلغین کی باقاعدہ ہر ماہ میٹنگز نہیں ہوتیں۔ مبلغ انچارج اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ یہ میٹنگز باقاعدہ ہوں۔ جماعتی تربیتی اور تبلیغی کاموں کا بھی جائزہ ہو۔ جو بہتر کام کسی نے کیا ہے اس کے بارہ میں تبادلہ خیال ہو اور کسی کی طرف سے اس بہتر کام کا جو طریقہ کار اپنایا گیا تھا اُس سے دوسرے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح جو جماعتی سیکرٹریان جماعتوں کو ہدایت دیتے ہیں یا مرکز کی ہدایت پر جماعتوں کو ہدایت بھجوائی جاتی ہے اس بارے میں بھی رپورٹ دیں۔ مربیان یہ بھی دیکھا کریں کہ ہر جماعت میں اس سلسلے میں کتنا کام ہوا ہے اور جہاں سیکرٹریان فعّال نہیں ہیں۔ خاص طور پر تبلیغ اور تربیت اور مالی قربانی کے معاملے میں وہاں مربیان اور مبلغین انہیں توجہ دلائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عہدیداروں کو توفیق دے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو آئندہ تین سال کے لئے خدمت کا موقع دیا ہے اس میں وہ زیادہ سے زیادہ کام اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ سرانجام دے سکیں اور اپنے ہر قول وفعل سے جماعت میں نمونہ بننے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ یہ غائب جنازہ ہے جو محترمہ صاحبزادی طاہرہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا ہے۔ 13؍جولائی 2016ء کو شام چھ بجے ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت نواب عبداللہ خان صاحب اور نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پوتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی تھیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی بہو تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ 95 سال آپ نے عمر پائی۔ قادیان میں ابتدائی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا اور ان کے ساتھ بڑا خاص محبت اور شفقت کا سلوک تھا۔ جہلم میں مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کے ساتھ رہیں۔ جہاں ان کی (مرزا منیر احمد صاحب کی) چِپ بورڈ فیکٹری تھی جو چند ماہ پہلے جلائی گئی تھی۔ وہاں یہ صدر لجنہ کی خدمات بھی بجالاتی رہیں۔ پھر 1974ء کے جو فساد ہوئے تو جہلم کی جماعت کا بہت بڑا حصہ یہاں چِپ بورڈ فیکٹری میں جمع ہو گیا تھا اور ان دنوں میں وہاں پر مرحومہ نے افرادِ جماعت کی بڑے اچھے رنگ میں مہمان نوازی بھی کی۔ آپ کی ایک صاحبزادی ہیں امۃ الحسیب بیگم جو مکرم مرزا انس احمد صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بیٹے ہیں ان کی بیوی ہیں۔ اور ایک بیٹے مرزا نصیر احمد صاحب ہیں۔ یہ جہلم کے امیر جماعت رہے ہیں۔ ابھی تک تھے لیکن جب ان کی فیکٹری گئی تو وہاں سے جہلم چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح مرزا سفیر احمد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے داماد ہیں یہ بھی ان کے بیٹے ہیں۔

مرحومہ بہت خوش اخلاق، ہنس مکھ اور ملنسار تھیں۔ صابر اور شاکر، دعاگو، تہجد گزار، عبادت میں شغف رکھنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ مہمان نوازی بھی ان کا وصف تھا۔ یہ نظام جماعت اور سلسلہ کی بہت غیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔ نظام خلافت کے خلاف کوئی بھی بات برداشت نہیں تھی۔ اگر کوئی نظام کے خلاف، خلافت کے خلاف بات کرتا تو فوراً روک دیتیں۔ حضرت امّاں جان نے جیسا کہ میں نے کہا ان کو بیٹی بنایا ہوا تھا۔ حضرت اماں جان نے اپنا ذاتی بہت سارا جہیز کا سامان ان کو دے دیا تھا جس پہ حضرت امّاں جان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

(تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء)

سیرت حضرت علی رضی اللہ عنہ

(محمد الیاس منیر۔مبلغ سلسلہ جرمنی)

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ سِیْمَا ھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (سورۃ الفتح)

ترجمہ: محمدؐ رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

اصدق الصادقین، ہادیٔ برحق سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے، ہدایت پاجاؤ گے۔ان سطور میں انہی ستاروں میں سے ایک روشن جبیں درخشندہ ستارہ کا تذکرہ کرنا ہے جس کی ولادت مکہ کے رئیس خاندان میں ہوئی تو اس کی پرورش فخر کائنات کے گھر میں۔ جسے لڑکپن میں حق وصداقت کی شناخت کی توفیق ملی تو جوانی میں جنت کی بشارت۔ جسے جسمانی لحاظ سے داماد رسولؐ ہونے کا مقدس ومطہر رشتہ نصیب ہوا تو روحانی لحاظ سے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف عطا ہوا۔ ہارون نبی کا مقام اور اعزاز پانے والے سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ،جن سے مخاطب ہوکر سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور جن کی نسبت حکم وعدل زمانہ فرماتے ہیں: ’’علیؓ تو جامع فضائل تھا اور ایمانی قوت کے ساتھ توام تھا۔‘‘ (حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد12 صفحہ182)

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سردار قریش حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت ابوطالب کے ہاں ظہور اسلام سے قریباً دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے،آپ کی کمزور معاشی حالت کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔

میانہ قد، کھلتا ہوا گندمی رنگ، بڑی اور کشادہ آنکھوں والے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض آٹھ برس کی عمر میں بغیر کسی نشان ومعجزہ اور تفصیلی تعلیم سننے کے ایمان لے آئے۔گویا سعادت واطاعت کی روح اور جذبہ ابتدا سے ہی آپ کی فطرت میں ودیعت تھا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مطلب کی دعوت کی تاکہ اُن تک پیغام حق پہنچایا جائے تو اُس موقع پر بھی جب ساری مجلس پر سناٹا طاری تھا،نوعمر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی لبیک کہتے ہوئے عرض کیا تھا: گو میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور ایک کمزور ترین فرد ہوں، میری آنکھیں بھی دکھتی ہیں اور میری ٹانگیں بھی پتلی ہیں تاہم میں آپ کا معاون اور دست و بازو بنوں گا‘‘۔

حضرت علیؓ کو اس اعلان عام کے بعد بہت سی مشکلات اور تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑا جنہیں آپ نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔حضرت علیؓ کے بچپن کا یہ واقعہ تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جانے والا ہے جو بچوں اور نوجوانوں کے لیے قابل رشک ہے۔اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت علیؓ کی خوش نصیبی یہ رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت آپ کو مستقل نصیب رہی۔ چھپ کر عبادت کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔کفار ومشرکین کی مجالس میں بھی عموماً حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتے۔حضرت علیؓ ان یادگار لمحوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے اس طرح رہتا جس طرح اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

اپنے آقا اور امام کے ساتھ یہ وہ تعلق ہے جو انسان کی تقدیر بدل دیا کرتا ہے اور یہ تعلق محبت کے جذبہ میں سرشار ہوکر کی جانے والی اطاعت کے نتیجہ میں پیدا ہوا کرتا ہے جس کی طرف حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ فرانکفورٹ 6 جون 2014ء میں توجہ دلائی ہے۔

مصائب وشدائد کے جنگل میں سے کامل وفا کے ساتھ گزرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوانی میں قدم رکھا تو آپ کو ایک عظیم الشان قربانی کی توفیق ملی جسے پیش کرکے آپ نے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی جگہ خود صلیب پر لٹکنے کے لیے تیار رہتے تھے۔فدائیت اور جاں نثاری کا یہ عدیم المثال کارنامہ بھی دراصل اُسی وفا کا ثمر تھا جو گزشتہ تیرہ برس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ دکھا رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

’’کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بدارادہ کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرجانے کا حکم فرمایا.. بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مارڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیرلیا۔تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لیے ٹھہرے رہیں۔

کس بہر کسے سر ندہد، جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

یعنی کوئی کسی کے لئے سر نہیں کٹواتا، نہ جان دیتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو یہ کام بہت شوق اور خلوص سے کرواتا ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد2 صفحہ64۔65 حاشیہ)

اُس انتہائی نازک اور خوفناک لمحہ میں حضرت علیؓ کامل صدق و صفا اور جان نثاری کے جذبہ سے سرشار بڑے اطمینان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹ گئے اور اس بات کی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی کہ جب صبح ہوگی اور قریش دیکھیں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے علیؓ بستر پر ہیں تو وہ اپنی ناکامی پر دانت پیستے ہوئے آپ کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔حضرت علیؓ کی یہی ادائیں تھیں کہ جب آپ اپنے محبوب وطن کو اپنے محبوب آقا کی طرح خیرباد کہہ کر مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیماری کی وجہ سے خود اُن کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان کے پیروں کی حالت دیکھ کر از راہ محبت رونے لگے۔ اپنا لعاب دہن اُن کے پیروں پر مل دیا اور عافیت کی دعا دی۔

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

ہجرت سے اگلے سال حضرت علیؓ کا نکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہوگیا۔شادی سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا علیؓ! کیا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کچھ رقم ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ حضور رقم تو نہیں ہے صرف ایک گھوڑا اور ایک زرّہ موجود ہے۔آپ نے زرہ فروخت کرنے کی ہدایت فرمائی جسے اطاعت کے جذبہ سے سرشار حضرت علیؓ نے بلاحیل وحجت فوراً فروخت کر دیا۔حضرت علیؓ نے کرائے پر ایک مکان حاصل کیا جہاں آپ حضرت فاطمہؓ کو لے آئے۔ یوں یہ مبارک جوڑا سادگی کے ساتھ نئی زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہوا۔یہ ایک انتہائی سادہ شادی تھی لیکن پھر بھی اس میں شامل ہونے والے اسے اپنے وقت کی بہترین شادی قرار دیتے تھے۔ظاہری دھوم دھام کے ساتھ شادیاں کرنے والوں کے لئے اس میں ایک قابل تقلید پیغام ہے۔

نئی زندگی کا یہ آغاز آپ کے لئے بہت سے چیلنج بھی لے کر آیا جن کا مقابلہ آپ نے محنت مزدوری کرکے کیا۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کئی دنوں سے فاقہ چل رہا تھا۔ چنانچہ محنت مزدوری کے خیال سے مدینہ کے نواح میں نکل گیا۔ دن بھر مزدوری کی جس سے ہاتھوں پر چھالے پڑگئے۔گھر میں سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کا حال بھی اس سے کوئی مختلف نہ تھا لیکن یہ دونوں بزرگ اس مشکل وقت کو صبرورضا کے ساتھ حمد وثنا کرتے ہوئے خوشی خوشی گزارتے رہے کہ آقا کی یہی نصیحت تھی۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپ کی دینی خدمات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جب ایک نئے انداز سے آپ اسلام کی خاطر سینہ سپر ہوگئے۔آپ ایک نئے جذبے اور امنگ کے ساتھ ہر موقع پر فدائیت وجانثاری کے لئے کمربستہ نظر آتے ہیں اور یہ سلسلہ پھر زندگی کے آخری سانس تک جاری رہا۔ان خدمات کا نچوڑ خود حضرت علیؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: انا قطعت خرطوم الکفر بسیفی فصار الکفر مثلۃ۔یعنی میں وہ شخص ہوں جس نے تلوار کے ذریعہ کفر کا ناک کاٹ دیا ہے چنانچہ وہ نک کٹا ہوگیا ہے۔مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خدمت اسلام کی ایسی اعلیٰ درجہ کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ کفروشرک سے تعلق رکھنے والے تمام اہم امور کا میرے ہاتھ سے قلع قمع ہوچکا ہے۔اب اس میں طاقت نہیں کہ میرے مقابلہ میں اپنا سر اٹھا سکے۔اور اس میں دراصل یہ پیغام ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جس اہم کام کو سرانجام دینے کی مجھے توفیق عطا فرمائی ہے میری خواہش ہے کہ تم بھی وہی کام کرو اور اسی راستہ پر چلو جس پر میں چلا ہوں۔

حضرت علیؓ کی خدمات کا ایک حصہ میدان جنگ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جہاں آپ اپنی بے مثل شجاعت وبسالت کے جوہر دکھاتے ہوئے اسلام کے دفاع میں سیسہ پلائی دیوار بنے رہے۔اس کا اعتراف دشمنوں کو بھی تھا۔ چنانچہ قریش کے شاعر جنگوں میں مشرکین کو ان الفاظ میں جوش دِلا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے قتل پر آمادہ کرتے تھے کہ دیکھو دیکھو یہ فاطمہ بنت اسد کا بیٹا (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تم کو فنا کردیا ہے،اس نے تم کو ذبح کرڈالا ہے،اس کی مار سے بچو۔کہاں ہیں قوم کے وہ پختہ عمر سردار جو مشکلات میں کام آتے تھے،سب کو (فاطمہ کے بیٹے نے) فنا کردیا ہے۔(اسد الغابہ، ذکر علیؓ ابن ابی طالب)

حضرت علیؓ اکثر غزوات میں شریک ہوئے اور ہر جنگ میں آپ کے کارناموں کی الگ داستان ہے۔ ہر معرکہ میں آپ سب سے پہلے مقابلہ کے لئے نکلتے اور دادِشجاعت دیتے ہوئے اپنے حریف کو زیر کرتے رہے۔ غزوہ بدر ہو یا غزوہ احد، جنگ خندق ہو یا خیبر آپ علَم اٹھائے لشکر اسلام کے لیے فتح ونصرت کا نشان بنے نظر آتے ہیں۔سردار مکہ ولید ہو یا مشرکین کا علمبردار ابوسعد بن طلحہ، عرب کا مشہور پہلوان عمرو بن عبدود ہو یا عظیم یہودی جنگجو مرحب ، سبھی آپ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔لیکن سوچنے کی بات ہے کہ یہ طاقت اور قوت آپ کو کہاں سے ملتی؟ جب ان واقعات کی تفصیل دیکھتے ہیں تو ہمیں حضرت علیؓ نہایت عاجزی سے اپنے آقا کے قدموں میں بیٹھے یہ التجا کرتے ہوئے دکھائی اور سنائی دیتے ہیں کہ اے میرے آقا میں کمزور ہوں، میری آنکھیں دکھتی ہیں، میرے لیے دعا کریں۔اس طرح سے آپ اپنے آقا سے دعا لیتے اور اللہ کے فضلوں کے وارث بنتے۔

حضرت علیؓ کے اس انداز میں ہمارے لیے بھی ایک پیغام ہے کہ اگر تم بھی کامیابیاں حاصل کرنا چاہتے ہو تو جاؤ اور اپنے امام کے قدموں میں بیٹھ جاؤ وہیں سے دین کی بھی اور دنیا کی بھی حسنات وبرکات ملیں گی۔

فتح مکہ کے موقع پر کفار مکہ کے لیے خط لے جانے والی عورت کی گرفتاری پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی مامور فرمایا۔اور خانہ کعبہ میں بلندی پر نصب تانبے کا آخری بت آپ کے ہاتھوں ہی پاش پاش ہوا جس کے لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے شانہ اقدس پر اٹھایا اور بت گرانے کا حکم دیا۔ یوں خالصۃً خدائے واحد ویگانہ کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا یہ گھر بتوں کی آلائش سے پاک ہوا۔

فتح مکہ کے بعد تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن جانے کا حکم دیا۔روانگی سے پہلے آپ نے حقیقت حال بیان کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا لی: اے خدا! اس کی زبان کو راست گو بنا اور اس کے دل کو ہدایت کے نور سے منور کردے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ہی اثر تھا کہ حضرت علیؓ کے یمن پہنچتے ہی یہاں کا رنگ بدل گیا اور صرف چند روزہ تعلیم وتلقین سے لوگ اسلام کے شیدائی ہوگئے اور قبیلہ ہمدان پورے کا پورا مسلمان ہوگیا۔

(فتح الباری جلد8 صفحہ152)

حجۃ الوداع سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت علیؓ نے دوسرے اصحاب کے ساتھ نہایت جانفشانی کے ساتھ تیمارداری کا فرض انجام دیا۔ تقدیر مبرم ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو مفارقت کا داغ دیا تو حضورؐ کے غسل اور تجہیز و تکفین کی سعادت حضرت علیؓ کے حصہ آئی۔

(مستدرک حاکم جلد3 صفحہ111)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت جاری فرمایا تو حضرت علیؓ اس دور میں بھی جانثاروں کی طرح نظام خلافت کے ساتھ چمٹے رہے اور وفا کے ساتھ اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھائے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوّل اوّل حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے بھی تخلّف کیا تھا مگر پھر گھر میں جاکر خدا جانے یک دفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آگئے اور پگڑی پیچھے منگائی۔معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آگیا ہوگا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے۔ اسی واسطے اتنی جلدی کی کہ پگڑی بھی نہ باندھی۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 490)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی محبت واطاعت کے باعث آپ خلافت کے قابل اعتماد سپاہی رہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس اور واقعۂ جسر کے سفروں پر تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو ہی مدینہ کا گورنر اور امیر مقامی مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بھی ہر موقع پر آپ ایک وفا شعار ساتھی کے طور پر موجود رہے۔ تمام اہم معاملات کی مشاورت میں آپ کے دست راست بن کر شریک رہے، ہر انتظامی معاملہ میں آپ کا مکمل ساتھ دیتے رہے۔ منافقین کا فتنہ وفساد شروع ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کے رفع کرنے کے لیے مخلصانہ کوششیں کیں۔ اُنہی ایام میں باغیوں کے ایک گروہ نے حضرت عثمانؓ کو معزول کر کے آپ کو خلیفہ بنانے کی پیش کش کی جسے حضرت علیؓ نے نفرت کے ساتھ دھتکار دیا اور ان لوگوں پر لعنت ڈالی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ وفادار علیؓ اپنے امام کا ساتھ چھوڑ کر اس کے دشمنوں کی بات کو قبول کر لیتے اور اُس راہ کو چھوڑ دیتے جس پر آپ کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گامزن کر گئے تھے۔ آپ جان تو دے سکتے تھے لیکن غداروں کی بات قبول کرنا آپ کے لئے ممکن نہ تھا۔

ان حقائق کے باوجود ہمارے بعض مسلمان بھائی شیطانی طاقتوں کے دھوکہ میں آ کر آپس میں الجھ گئے۔ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ نعوذ باللہ پہلے تین خلفاء کو حضرت علیؓ مانتے ہی نہ تھے۔ امت کے اس اختلاف کا مسیح محمدی نے حکم وعدل بن کر فیصلہ ان الفاظ میں سنایا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

ان ہی خلفاء کے پیچھے حضرت علیؓ نمازیں پڑھتے رہے، اگر ان کے غاصب ظالم ہونے کا یقین تھا تو ایسا کیوں کیا؟ ......خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ ایسی بات ہو تو ہجرت کر جاؤ۔ آپ نے یہ بھی نہ کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ خلفائے ثلاثہ کو اپنا مقتداء تسلیم کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد5 ص475)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت پر فائز فرمایا تو شیر خدا نے اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں۔ آپ کے عہد خلافت میں حضرت عثمانؓ کے قصاص کے مطالبہ کو سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق اس قدر ہوا دی گئی کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اس سے متأثر ہو کر مفسدین کا شکار ہوگئی اور منافقین کے ہاتھوں میں کھیلنے لگی۔ حضرت علیؓ کا بہت سا وقت اِنہی فتنوں کو فرو کرنے میں صرف ہوتا رہا۔ اس کے لیے حضرت علیؓ کو مجبوراً تین جنگیں بھی کرنی پڑیں۔ جو جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان کے نام سے مشہور ہیں۔ اس اعتبار سے یہ تاریخ اسلام کا ایک تکلیف دہ باب ہے جس میں مسلمانوں کا ناقابل تلافی سیاسی اور جانی نقصان ہوا جس کی طویل تفصیل ہے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں: والحق أن الحق کان مع المرتضی، ومَن قاتَلَه فی وقته فبغی وطغی۔

(سر الخلافۃ روحانی خزائن جلد7 صفحہ 352)

حقیقت یہ ہے کہ حق حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا اور جنہوں نے آپ کے زمانہ میں آپ سے جنگ کی انہوں نے بغاوت اور سرکشی کی''

حضرت علیؓ اِن شدید پرآشوب حالات کے باوجود اپنے دینی اور سیاسی فرائض بھی برابر سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے عہد خلافت میں قومی اور انفرادی نوعیت کے ترقیاتی اور فلاحی کام بھی ہوتے رہے۔ اسی طرح آپ نے سیاسی معاملات کو سلجھانے کے لیے کامیاب کوششیں بھی کیں اور فتنہ وفساد کے سرغنوں کی سرکوبی بھی کی۔ یہ سب باتیں بھلا منافقوں کو کہاں منظور تھیں۔ چنانچہ انہوں نے رمضان 40 ہجری میں ایک روز فجر کے وقت سجدہ کی حالت میں آپ پر قاتلانہ حملہ کرایا جس کے نتیجہ میں اُسی روز فضل و کمال، رشد و ہدایت اور خلافت راشدہ کا یہ ستارہ غروب ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان حالات کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ایک عنصر یہ نظر آتا ہے کہ منافقین نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ خلیفہ وقت سے عام لوگوں کا رابطہ کٹ گیا تھا، اُن تک خلیفۃ الرسول کی آواز پہنچنے ہی نہ دیتے تھے، جس کی وجہ سے واقعات کا صحیح طور پر سمجھنا سخت مشکل ہوگیا تھا۔ ان حالات و واقعات میں ہمارے لیے ایک بہت بڑا سبق ہے اور وہ یہ کہ ہم میں سے ہر فرد جماعت کا اپنے امام کے ساتھ ہمیشہ مضبوط تعلق رہنا چاہئے اور آج ایسا ممکن بھی ہے کیونکہ تکمیل اشاعت اسلام کے اِس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے لیے ایسے ذرائع بھی مہیا فرما دیے ہیں۔ چنانچہ آج ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت عظمیٰ عطا کی گئی ہے جس کی بدولت سارا کرہ ارض ایک گھرانہ بن گیا ہے اور ہم ہر وقت حضور کے ارشادات دیکھ اور سن سکتے ہیں اور اپنے آقا کی تازہ بتازہ ہدایات ونصائح سے باخبر رہ سکتے ہیں۔ پس اس نعمت کی قدر کریں اور اس کے ذریعہ ہر وقت اپنے پیارے امام کی طرف دیکھتے رہیں اور آپ کے ساتھ جڑے رہیں۔ ہمارا یہ عمل ہمیں دشمنوں اور شر پسندوں کی ہر قسم کی سازشوں اور مکروں سے محفوظ کر دے گا اور عافیت کا ایک مضبوط حصار عطا کر دے گا۔

حضرت علیؓ گوناں گوں صفات کے حامل وفا شعار انسان تھے۔ آپ نے ایامِ طفولیت ہی سے سرورِ کائناتؐ کے دامنِ عاطفت میں تربیت پائی تھی اس لیے محاسن اخلاق اور حسن تربیت کا نمونہ تھے۔ آپ کی زبان کبھی کلمۂ شرک سے آلودہ نہ ہوئی اور نہ آپ کی پیشانی غیر اللہ کے آگے جھکی۔ جاہلیت کے ہر قسم کے گناہ سے پاک رہے۔ آپ کی یہی خوبیاں تھیں کہ ہم سب کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر آپ کے ساتھ گہری محبت اور اٹوٹ تعلق کا اظہار فرمایا۔ صحابہ نے حضرت علیؓ کو ان لوگوں میں سے بتایا ہے جن سے آنحضرتؐ بوقت وفات راضی تھے۔ (بخاری) حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ہمیں بتائیے کہ وہ کون ہیں؟ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ علی بھی انہی میں سے ہیں۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پیار سے ابوتراب یعنی 'اے مٹی والے' فرماتے اور ایسا کہنا حضرت علیؓ کو بہت بھلا لگتا۔ ہجرت مدینہ کے بعد انصار ومہاجرین کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دنیا و آخرت میں اپنا بھائی قرار دیا۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب) ایک مرتبہ آپ نے حضرت علیؓ کو یوں دعا دی: اللہ رحمت کرے علیؓ پر، حق اس کے ساتھ رہے وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب) آپ اپنے آقا کی ہر طرح سے خدمت کے لیے تیار رہتے یہاں تک کہ جوتوں میں پیوند لگانے کی ضرورت ہوتی تو بھی حضرت علیؓ یہ خدمت فخر سے بجالاتے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد ترین افراد میں سے تھے، غزوہ طائف کے موقع پر رسول اللہ کو اہم بات کرنا تھی تو حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے دیر تک آہستہ آواز میں گفتگو فرمائی جسے دیکھنے والوں نے رشک سے دیکھا۔ محبت اور قرب کے یہ سب اظہار ایک طرف اور آقائے دوجہان کا یہ فقرہ ایک طرف تھا کہ اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ یہ باہمی تعلق کی معراج اور من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی کا مصداق ہے۔

محبت کا ایک تقاضا محبوب کے لیے غیرت رکھنا بھی ہوتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر لکھا جانے والا معاہدہ آپ ہی ضبط تحریر میں لائے تھے اور جب اہل مکہ نے حضورؐ کے اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہؐ کے الفاظ مٹانے کا مطالبہ کیا تو غیرت رسول کے جذبہ نے ایسا جوش مارا کہ کفار کا یہ مطالبہ پورا کرنے سے صاف انکار کر دیا، آپ نے دوٹوک کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ کے الفاظ ہرگز نہ مٹاؤں گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ''بہادر وہ نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو اپنے نفس کو زیر کرے''۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ جسمانی طاقت کے ساتھ ساتھ نفس پر بھی پورا قابو رکھتے تھے۔ مخالفین کے ساتھ معرکہ آرائی میں آپ ہمیشہ دشمنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے۔ ایک دفعہ لڑائی میں ان کا حریف گِر کر برہنہ ہو گیا تو اس کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے کہ اس کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن کے ساتھ محض خدا کے لیے لڑتے تھے۔ جب آپ نے اسے زیر کر لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے تو اس نے جھٹ آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا اور کہا اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لیے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو گیا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لیے تمہیں قتل کروں۔ وہ کافر اس معاملہ سے حیران ہوا اور یہ دیکھ کر کہ ان لوگوں کا اتنا باریک تقویٰ ہے اس نے کہا کہ میں نہیں یقین کر سکتا کہ ایسے لوگوں کا دین باطل ہو، لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ واقعہ بیان کر کے نصیحت فرماتے ہیں:

ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لیے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہو گی۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 441)

آپ ایک امین کے تربیت یافتہ تھے اس لیے اس خلق سے پوری طرح متصف تھے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت اپنے پاس قریش کی امانتوں کو واپس کرنے کی خدمت آپؓ کے ہی سپرد کی۔ بیت المال میں سے اپنے یا بچوں کے لیے ایک دانہ کے بھی روادار نہ تھے۔ مال غنیمت اپنی نگرانی میں تقسیم کرانے کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

زہد واتقاء اور ذوقِ دعا وعبادت آپ کا طرہ امتیاز تھا، کھانے میں سادگی ایسی کہ اکثر پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے، پہننے میں سادگی ایسی کہ کپڑوں پر اتنے پیوند ہوتے کہ مزید کی جگہ نہ رہتی، رہنے میں سادگی ایسی کہ عالیشان محلات چھوڑ کر فرش خاک پر ہی سو رہتے۔ غرضیکہ دنیا سے بے رغبتی کمال درجہ تک پہنچی ہوئی تھی تو عبادت میں استغراق وانہماک ایسا تھا کہ اس کی مثال نہ ملے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا لطیفہ ہے کہ جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں جنگ ہوئی اور صفین کے مقام پر دونوں لشکروں نے ڈیرے ڈال دیئے تو باوجود اس کے کہ دونوں کیمپوں میں کافی فاصلہ تھا۔ جب نماز کا وقت آتا تو حضرت ابوہریرہؓ حضرت علیؓ کے کیمپ میں آجاتے اور جب کھانے کا وقت آتا تو حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں چلے جاتے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں اُدھر علیؓ کی مجلس میں چلے جاتے ہیں اور اُدھر معاویہؓ کی مجلس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ کہنے لگے: نماز حضرت علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے اور کھانا حضرت معاویہؓ کے ہاں اچھا ملتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 388)

آپ صاحب مال تو نہ تھے مگر دل کے غنی ضرور تھے، کبھی کوئی سائل آپ کے در سے ناکام واپس نہیں ہوا۔ حتی کہ قوت لایموت تک دے دیتے۔ ایک دفعہ رات بھر کسی کا باغ سینچ کر تھوڑے سے جَو مزدوری میں ملے۔ گھر تشریف لائے، جَو پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا۔ ابھی پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین نے صدا دی، حضرت علیؓ نے سب کچھ اٹھا کر اس کو دے دیا۔ (بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انا مدینة العلم وعلیٌّ بابها (الجامع الصغیر جلد اوّل، صفحہ 95) یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ چنانچہ دنیائے علم وادب میں آپ سے منسوب علم وحکمت کے بے شمار موتی اور شہ پارے اس حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ عربی گرائمر علم نحو ابتدائی طور پر آپ کی ہی ہدایات کے مطابق مرتب ہوا جو آج تک عربی سیکھنے والوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

قضائی معاملات میں بھی آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے غیر معمولی بصیرت حاصل تھی، حدیث کی کتابوں میں بہت سے ایسے پیچیدہ مقدمات مذکور ہیں جن کا فیصلہ حضرت علیؓ نے کیا اور جب وہ فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے فرمایا۔ مَا اَجِدُ فِیْهَا اِلَّا مَا قَالَ عَلِیٌّ میرے نزدیک بھی اس کا وہی فیصلہ ہے جو علیؓ نے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات زبان زد عام تھی کہ اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ قضاء کا علم رکھنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ (اسد الغابہ ص603) چنانچہ صحابہ کو کسی فیصلہ کے بارہ میں یہ علم ہو جاتا کہ حضرت علیؓ نے کیا ہے تو کسی قسم کی نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے اوصاف کریمانہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ متقی، پاک اور خدائے رحمان کے محبوب ترین بندوں میں سے تھے۔ آپ ہم عصروں میں سے چنیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ اللہ کے غالب شیر اور مردِ خدائے حنان تھے۔ آپ کشادہ دست، پاک دل اور بے مثال بہادر تھے۔ میدان جنگ میں انہیں اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ خواہ دشمنوں کی فوج بھی آپ کے مقابل پر ہوتی۔ آپ نے اپنی عمر سادگی میں گزاری۔ اور آپ زہد وورع میں بنی نوع انسان کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اپنی جائیداد کا عطیہ دینے اور لوگوں کے مصائب کو رفع کرنے میں اور یتامیٰ اور مساکین اور ہمسائیوں کی خبر گیری میں آپ مرد اول تھے۔ آپ معرکہ ہائے رزم میں ہر طرح کی بہادری میں نمایاں تھے اور شمشیر وسنان کی جنگ میں کارہائے نمایاں دکھلانے والے تھے۔ بایں ہمہ آپ بڑے شیریں اور فصیح اللسان تھے۔ آپ کی گفتگو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی۔ ذہنوں کے زنگ دور ہو جاتے تھے اور دلیل کے نور سے مطلع چکا چوندھ ہو جاتا تھا۔ آپ ہر قسم کے اسلوب کلام پر قادر تھے اور جس نے بھی آپ کا اس میدان میں مقابلہ کیا تو اسے ایک مغلوب آدمی کی طرح عذر خواہ ہونا پڑا۔ آپ ہر کار خیر میں اور اسالیب فصاحت وبلاغت میں کامل تھے۔ اور جس نے بھی آپ کے کمالات کا انکار کیا گویا وہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑا۔ آپ بے قراروں کی دلجوئی کے لئے تیار رہتے۔ قانع اور غربت سے پریشان کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ بایں ہمہ آپ قرآن کریم کا

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

قبولیت دعا کی مبارک ساعتیں

جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ

(ڈاکٹر سلطان احمد مبشر۔ربوہ)

اس تاریک ماحول میں جہاں ہر طرف کفر والحاد کی کالی گھٹائیں چھارہی ہیں۔وہاں ایک شمع بھی روشن ہے اور وہ ہے ہمارا جلسہ سالانہ جو خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے ماتحت کم وبیش سوا صدی سے قائم ہے۔اور ہر سال نئی برکتیں اور رحمتیں اپنے جلو میں لے کر ہر طرف نورانیت بکھیرتا چلا جاتا ہے۔جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کی یہ عظیم الشان خصوصیت ہے کہ وہ روحانی انتشار کا ذریعہ ہے۔الحمد للہ ایک سال کے بعد مرکز میں شمع احمدیت کے پروانے پھر جمع ہورہے ہیں اور خزاں رسیدہ چمن میں موسم بہار کا آغاز ہو چکا ہے۔اللہ جلّشانہ ملّتِ اسلامیہ کے اس بابرکت اور پُر کیف اور پُر انوار اور مثالی اجتماع کو ہر اعتبار سے مسلمانانِ عالم کے لئے عموماً اور فرزندان احمدیت کے لئے خصوصاً بہت مبارک کرے۔آمین۔

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کو صرف یہی عظمت حاصل نہیں ہے کہ اس موقع پر سیدنا و مرشدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز کے رُوح پرور خطاب سے نور بصیرت میں اضافہ ہوتا اور مردہ دلوں میں نئی برقی لہر دوڑ جاتی ہے بلکہ اسے یہ عدیم النظیر شان بھی حاصل ہے کہ یہ مقدس اجتماع فخر کائنات سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوتوں کا زبردست معجزہ اور خدائی نصرتوں کا ایک عظیم تاریخی نشان ہے جو امام وقت حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں نمودار ہوا۔اس ضمن میں ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور واقعہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

حضرت مولوی محمد الیاس خاں (متوفی 1948ء) صوبہ سرحد کے ایک پاک نفس، پیکر صبر وحیا اور صاحب کشف والہام بزرگ تھے جنہیں 1909ء میں چارسدہ میں سب سے پہلے داخل احمدیت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔مکرم خان عبدالسلام خاں صاحب مرحوم (متوفی 22 مارچ 1989ء) حضرت مولوی محمد الیاس خاں کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’کوئٹہ میں عموماً آپ کا قیام حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے گھر ہوتا اور کبھی حضرت ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے گھر پر۔دن کے وقت شیخ کریم بخش صاحب والد شیخ محمد حنیف صاحب، امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کی دوکان پر مجلس لگی رہتی۔شیخ صاحب کافی غیر احمدی احباب کو بلاتے............۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ قادیان جاتے ہوئے جب آپ کوئٹہ میں فروکش ہوئے تو ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے جو امیر جماعت تھے، حضرت مولوی صاحب سے فرمایا۔کل خطبہ جمعہ آپ دیں اور دوستوں کو قادیان جلسہ سالانہ پر جانے کی تلقین کریں۔کیونکہ گزشتہ سال کے زلزلہ کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوست مالی تنگی کی وجہ سے کم جائیں گے۔خاکسار بھی اس خطبہ میں شامل تھا۔آپ نے خطبہ میں دیگر امور کے علاوہ جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے ایسے زوردار الفاظ میں تحریک فرمائی کہ جس سے احباب جماعت کے دلوں میں جلسہ سالانہ پر جانے کا جوش پیدا ہوا اور کافی دوست جلسہ سالانہ پر گئے۔

آپ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔محمد الیاس کو چند اہم امور درپیش تھے۔بہت دعائیں کیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہوگی مگر تین شرطوں کے ساتھ۔پہلی یہ کہ تم بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤ اور تین دن کی ان کی دعوت کرو، رہائش کا انتظام کرو (2) صحابہ کرام کو بلاؤ، وہ بھی آئیں (3) خلیفہ وقت کو بھی بلاؤ اور ان سب سے عرض کرو کہ تمہارے لئے رورو کر دعا کریں۔

میں نے اپنے خدا سے عرض کی میری حقیر حیثیت کو تُو خوب جانتا ہے۔میں تو تین آدمیوں کو تین دن بھی کھانا نہیں دے سکتا اور نہ رہائش کا انتظام کرسکتا ہوں۔پھر میری حیثیت کیا ہے کہ میں بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤں۔جواب میں لوگ کہیں گے ہمیں فرصت نہیں۔پھر صحابہ کرام اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں کیسے عرض کروں کہ میرے یہ اہم کام ہیں؟ آپ ان امور کی انجام دہی کیلئے رو رو کر خدا سے میرے لئے دعا کریں۔ممکن ہے جن امور کو میں اہم سمجھتا ہوں وہ ان کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت رویا کہ اے اللہ یہ شرائط بہت سخت ہیں......

یہ شرائط میری وسعت سے باہر ہیں، مجھ پر رحم فرما۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد الیاس یہ سب انتظام میں نے تمہارے لئے کر دیا ہے۔تم قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤ۔وہاں بیس ہزار احمدی بھی آئیں گے۔صحابہ کرام بھی آئیں گے، خلیفۂ وقت بھی موجود ہوگا۔ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی میں کروں گا۔جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعا میں جب جلسہ سالانہ کے تمام احباب مع خلیفۂ وقت روئیں گے، تم بھی رونا اور اپنا مدعا پیش کرنا، میں قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا۔میں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں۔کیا یہ سودا دس پندرہ روپے کے لئے واپسی ٹکٹ (Return Ticket) میں مہنگا ہے؟ کیا تم لوگوں کی کوئی ضروریات نہیں ہیں اور تم ہر چیز سے بے نیاز ہو؟ اٹھو اور جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کرو کہ یہ وقت پھر ایک سال بعد ہاتھ آئے گا۔کس کو پتا اس وقت کون زندہ ہوگا؟ ایسے سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

(’’حیات الیاس‘‘ صفحہ 85-87 ۔ناشر ڈاکٹر حامداللہ خان صاحب انگلینڈ)

اے طیور ابراہیمی! اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار فرزانو! اے مسیح محمدی کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!! یہ وہ جلسہ ہے جس کی بنیاد خدا تعالیٰ کے خالص امر سے رکھی گئی۔اور اس میں خدائی وعدہ کے مطابق خاص طور پر تیار کردہ قومیں آن ملتی ہیں۔اور اس سے بڑھ کر یہ کہ الٰہی نصرت سے موید اقلیم خلافت کا روحانی تاجدار بنفسِ نفیس اپنے انفاسِ قدسیہ سے ہمیں فیض یاب کرتا ہے۔اس چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے جوق در جوق آؤ اور اپنی جھولیاں علم ومعرفت کے خزینوں سے بھرلو۔قبولیت دعا کی یہ مبارک ساعتیں تمہیں بلا رہی ہیں۔

☆......☆......☆

بقیہ: مختصر عالمی خبریں............از صفحہ 12

حاصل ہوئیں اور متأثرہ علاقہ کی صورتحال کا صحیح علم ہوسکا۔اس سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی کہ سوشل میڈیا کا مثبت استعمال سارے معاشرے کے لئے ایک مفید چیز ہے۔اس دفعہ سوشل میڈیا کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی امدادی سرگرمیوں سے ہم جاپانیوں نے بہت کچھ سیکھا اور اپنی پالیسی مرتب کی ہے۔

جاپان کے سب مشہور ٹی وی چینل NHK پر تذکرہ

یکم مئی 2016ء کو جاپان کے سب سے بڑے قومی چینل NHK کے ایک ملک گیر پروگرام میں ہیومینٹی فرسٹ جاپان کی خدمات کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ہیومینٹی فرسٹ کے کیمپ کے مناظر کے ساتھ درج ذیل خبر نشر کی گئی:

Kumamoto زلزلہ کے بعد غیر ملکی بھی خدمت خلق کے میدان میں سرگرم ہیں۔یہ Kumamoto پریفیکچر کا علاقہ Mashikimachi ہے۔آج پاکستان کا روایتی کھانا دال بنایا گیا ہے۔تین قسم کے مسالے استعمال کرکے یہ کھانا بنایا گیا ہے۔جاپان میں مقیم مسلمانوں کی تنظیم کے ان ممبران کا تعلق پاکستان سے ہے۔بزرگوں اور بچوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے یہ کھانا تیار کیا گیا ہے۔کھانا کھانے والوں کے تأثرات نشر کئے گئے کہ ’’بہت مزیدار کھانا ہے‘‘

نمائندہ ہیومینٹی فرسٹ جاپان کے طور پر مکرم انیس احمد ندیم صاحب کا یہ بیان نشر کیا گیا کہ ’’ہم ہر قسم کے قوم و ملک کے امتیاز سے بالا ہوکر انسانیت کے باہم تعاون اور مدد کے جذبۂ خدمت پر یقین رکھتے ہیں۔اگر ہم متأثرین کے کسی کام آسکیں تو یہی ہماری سب سے بڑی خوشی ہے۔‘‘

ملک گیر خبر نامہ TBS23 میں تذکرہ

ہیومینٹی فرسٹ جاپان کے کیمپ کے مناظر دکھاتے ہوئے 21 اپریل رات 11:00 بجے کے بلٹن میں یہ خبر نشر کی گئی کہ:

یہ زلزلہ سے متأثرہ علاقہ ماشی کی ماچی ہے۔پاکستان سے تعلق رکھنے والے عارف صاحب وغیرہ یہاں تازہ کھانا بنانے میں مصروف ہیں۔آج دال اور سبزیوں سے تیار کردہ سوپ سے متاثرین کی تواضع کی جارہی ہے۔آجکل دہشتگردی کے پے درپے واقعات کی وجہ سے اسلام کے بارہ میں ایک خوف کی فضا ہے۔اس دوران اصل اسلام یہ ہے جو انسانیت کی خدمت پر یقین رکھتا ہے اور اس کا عملی اظہار اس کیمپ میں نظر آرہا ہے۔

اس کے ساتھ مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کا انٹرویو نشر کیا گیا جس میں انہوں نے بتایا کہ:

کوبے کے زلزلہ کے بعد بھی، نی گاتا میں آنے والے زلزلہ کے بعد بھی، تسونامی کے بعد اشی نوما کی شہر میں بھی ہمیں خدمت کا موقع مل چکا ہے۔انسانیت کی خدمت ہمارے نزدیک اوّلین حیثیت رکھتی ہے۔اس کے بعد متأثرین کے انٹرویوز نشر کئے گئے جنہوں نے کھانے کی تعریف کی۔

اخبارات میں تذکرہ

27 اپریل کی اشاعت میں جاپان کی واحد مذہبی اخبار Chugainippou نے لکھا کہ:

’’متأثرین کی مدد کے لئے تازہ کھانا اور ڈونیشن۔ آئی چی پریفیکچر سے کماموتو۔

جماعت احمدیہ جاپان کا مرکز آئی چی پریفیکچر کے شہر tsushima میں واقع ہے اور جماعت احمدیہ جاپان کے صدر انیس احمد ندیم صاحب ہیں۔جماعت جاپان کی رفاہی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ جاپان ہے۔کوبے کے زلزلہ کے علاوہ 2011ء میں آنے والے زلزلہ اور تسونامی کے بعد یہ لوگ خدمت کرچکے ہیں۔kumamoto زلزلہ کے موقع پر بھی ایک رپورٹ کے مطابق 20 اپریل کو انہوں نے 700 کے قریب لوگوں میں گرم کھانا تقسیم کیا ہے۔گرم کھانا پاکر آبدیدہ لوگ بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔میدان عمل میں نکل کر خدمت کا جذبہ قابل قدر ہے۔اس خبر کے ساتھ کھانا تقسیم کرتے ہوئے مکرم انیس احمد ندیم صاحب کی تصویر شائع کی گئی۔

اسی طرح 22 اپریل کی اخبار Kumamoto Shinbun نے مکرم عصمت اللہ صاحب کی تصویر کے ساتھ رضا کاران کی خدمت اور ضرورت کے بارہ میں خبر نشر کی۔

بعض جاپانی احباب کے تأثرات

سوشل میڈیا اور جاپان کے دو بڑے ٹی وی چینلز کے ذریعہ نشر ہونے والی خبر کے بعد جاپان بھر میں ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کا خوب چرچا ہوا۔ہمارے جاننے والے اکثر جاپانی دوستوں نے میڈیا کے ذریعہ آگاہی کے بعد احمدی احباب اور ہیومینٹی فرسٹ کے والنٹیرز کا شکریہ ادا کیا۔بعض جاپانی احباب کے تأثرات درج ذیل ہیں:۔

☆ Ikuko Kumagae صاحبہ نے جماعت احمدیہ جاپان کے فیس بک پیج پر لکھا کہ:

’’انسان یا انسانی زندگی کا احترام اور باہمی محبت ہی مذہب کا خلاصہ ہے۔تعاون باہمی، امن کی خواہش اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر چلنا اور پُر امن دنیا کی تشکیل کے لئے میں بھی دعا گو ہوں۔جاپان کی خاطر اتنی ہمت سے خدمت کرنے پر ہم آپ کے شکر گذار ہیں۔آپ سب پر رحمتیں نازل ہوں۔

☆ Yasuo Takahashi صاحب نے لکھا کہ:

’’شکریہ۔دل کی گہرائیوں سے سلام۔آپ لوگ قابل تحسین ہیں‘‘

☆ Akemi Goto صاحبہ نے لکھا کہ:

’’شمال مشرقی جاپان میں آنے والے تسونامی کے بعد، جاپانی شہریوں کے اغوا کے وقت اور اس دفعہ بھی سب سے پہلے میدان عمل میں نکلنے اور جاپانیوں کی خدمت کرنے پر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔‘‘

☆ جاپان میں بسنے والے مسلمانوں کی ایک ویب سائٹ The Nippon Times نے ٹی وی کی خبر کے ساتھ لکھا کہ ’’اپنے مسلمان بھائیوں کو جاپانیوں کی خدمت پر کمر بستہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔اللہ آپ لوگوں پر اپنا فضل فرمائے۔‘‘

☆ کمیونسٹ پارٹی جاپان کے ایک لیڈر اور اشی نوما کی شہر کے ممبر پارلیمنٹ مکرم Yoshiaki Shouji صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ:

’’پانچ سال قبل شمال مشرقی جاپان میں آنے والے زلزلہ اور تسونامی کے بعد آپ لوگوں سے ملا تھا۔اس وقت میں 60 سال کا تھا اور اب 65 کا ہوچکا ہوں۔Kumamoto کا علاقہ میری والدہ کا آبائی علاقہ ہے۔میرا دل چاہتا ہے کہ میں اُڑ کر متاثرہ علاقہ میں جا پہنچوں لیکن ایسا ممکن نہیں۔خاکسار متاثرین کے کیمپ کا انچارج تھا اور آپ لوگوں کی خدمت کو اچھی طرح جانتا ہے۔آپ لوگوں کے خیالات، رنگ، نسل، قومیت اور مذہب کے امتیاز سے بالا ہوکر خدمت کا انداز قابل قدر ہے۔بہت بہت شکریہ۔‘‘

☆......☆......☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

﴿سیرالیون (مغربی افریقہ)﴾

مسجد بیت السبوح فری ٹاؤن (سیرالیون)

سیرالیون کا دارالحکومت فری ٹاؤن ہے اور ملک کا سب سے بڑا شہر بھی ہے۔ افراد جماعت احمدیہ کی ایک بڑی تعداد اس شہر میں مقیم ہے اور جماعتی لحاظ سے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں جماعت احمدیہ مسلمہ کی 30 مساجد موجود ہیں۔ لیکن جماعت کی بڑی تعداد کے پیش نظر مرکزی پروگرامز کے لئے ایک بڑی مسجد کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی تھی۔

2006ء میں حضور انور نے شفقت فرماتے ہوئے فری ٹاؤن میں ایک مرکزی مسجد تعمیر کرنے کی منظوری عطا فرمائی اور اس کا نام ''مسجد بیت السبوح'' بھی عطا فرمایا۔

مسجد کی تعمیر کے لئے مکرم ناصر احمد ٹھیکیدار صاحب کو پاکستان سے سیرالیون وقف عارضی کے لئے بھجوایا گیا۔ اسی دوران مرکز کی طرف سے مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب آرکیٹیکٹ لندن سے اور مکرم ابراہیم صاحب گیمبیا سے تشریف لائے۔ اس مسجد کا نقشہ مکرم چوہدری اعجاز احمد

مسجد بیت السبوح فری ٹاؤن سیرالیون

صاحب آرکیٹیکٹ نے تیار کیا اور مکرم ناصر احمد صاحب ٹھیکیدار نے اس کی تعمیر کی۔

مکرم سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ سیرالیون کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق مسجد کی تعمیر کا آغاز 2006ء میں ہوا اور 2015ء میں تعمیر و آرائش مکمل ہوئی۔

یہ مسجد فری ٹاؤن میں داخل ہونے والی مرکزی شاہراہ پر ایسی جگہ پر واقع ہے جو سیرالیون کے لئے ایک گیٹ وے (gateway) کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیرون ملک سے آنے والے مسافر اسی مسجد کے سامنے سے گزرتے ہیں۔

72 فٹ اونچا سفید مینارہ جو منارۃ المسیح کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے اس مسجد کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ یہ مینار اندرون شہر سے بھی نظر آتا ہے۔

مسجد کی منڈیر کو نہایت ماہرانہ انداز میں چھوٹی چھوٹی تختیوں سے آراستہ کیا گیا ہے اور ہر تختی پر خدا تعالیٰ کا خوبصورت نام ''اللہ'' کندہ کیا گیا ہے۔ اس انداز میں تمام منڈیر پر اللہ تعالیٰ کا یہ ذاتی نام سینکڑوں دفعہ لکھا نظر آتا ہے جو ایک ایمان افروز نظارہ پیش کرتا ہے۔ ان تختیوں کے علاوہ منڈیر پر چھوٹے چھوٹے خوبصورت مینار بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ ایک مرکزی مینار کے علاوہ 100 x 100 فٹ پر مشتمل مسجد کو اپنے اندر سموئے اس کی چار دیواری بھی 36 چھوٹے میناروں سے سجی ہے۔ یہ تمام چار دیواری خوبصورت انداز میں رنگوں سے سجائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس چار دیواری کو لوہے کے مضبوط اور خوبصورت جنگلوں سے محفوظ کیا گیا ہے۔ مسجد کے اندر تمام فرش کو سنگ مرمر کی دیدہ زیب ٹائلوں سے مزیّن کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مسجد کے مرکزی ہال کو جدید انداز کی دلفریب خطاطی میں مختلف آیات قرآنیہ اور درود شریف سے سجایا گیا ہے۔ نمازیوں کی سہولت کے لئے مسجد میں وضو کرنے کے لئے الگ سے ایک صاف ستھری جگہ مختص ہے۔

مسجد کے داخلی گیٹ کو ماہرانہ انداز میں ایک آرچ کی شکل میں تعمیر کیا گیا ہے جس کے اوپر دو چھوٹے مینار تعمیر کئے گئے ہیں۔ مسجد کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لئے مسجد کے احاطہ میں ایک باغیچہ بھی بنایا گیا ہے جو رنگا رنگ پھولوں اور پودوں سے سجا ہوا ہے۔

مسجد کے مرکزی ہال کے اوپر مستورات کے لئے ایک الگ گیلری تعمیر کی گئی ہے۔ اس مسجد میں بشمول مستورات کی گیلری کے بیک وقت دو ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اس مسجد سے ملحقہ جماعت کا ایک جونیئر سکول اور سینیئر سیکنڈری سکول بھی واقع ہے۔ سکول کی گراؤنڈ میں پارکنگ کے لئے وسیع انتظام موجود ہے۔ مسجد سے قریباً 400 گز کے فاصلہ پر احمدیہ پرنٹنگ پریس اور میٹل فیکٹری واقع ہے۔

اس مسجد پر کل خرچ دو لاکھ ترپّن ہزار پانچ سواسّی (253580) ڈالر آیا ہے۔

☆......☆......☆

﴿جاپان﴾

جاپان کے جنوبی علاقہ Kyushu میں شدید ترین زلزلے اور ہیومینیٹی فرسٹ جاپان کی تاریخی خدمات

14/اپریل 2016ء کی شب 9 بجکر 26 منٹ پر Kyushu جزیرہ کے Kumamoto شہر میں 6.4M کا شدید زلزلہ آیا۔ سات لاکھ سے زائد آبادی پر مشتمل اس شہر اور ملحقہ علاقوں میں ایمر جنسی نافذ کر دی گئی۔ اس زلزلہ کے بعد آفٹر شاکس (after shocks) کا سلسلہ جاری تھا کہ تقریباً 40 گھنٹوں بعد پہلے سے بھی بڑی شدّت یعنی 7.4 کے زلزلہ نے علاقہ بھر میں قیامت برپا کر دی۔

پہلے زلزلہ کے بعد ہزاروں مکین کھلے آسمان تلے، خیموں میں یا ہزاروں کی تعداد میں اپنی گاڑیوں میں پناہ لئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے دوسرے زلزلہ کے باوجود انسانی جانوں کا زیادہ نقصان نہ ہوا۔

اس زلزلہ میں Kyushu جزیرہ میں 50km تک 2 کلومیٹر کی فالٹ لائن نے ایک لحاظ سے زمین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ Mashikimachi کا قصبہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا جبکہ لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے Minami Aso اور Oita پریفیکچر بھی تباہی سے دوچار ہوئے۔

جاپان کی حالیہ تاریخ کا تیسرا بدترین زلزلہ

1995ء کے کوبے زلزلہ اور 2011ء کے بدترین زلزلہ اور تسونامی کے بعد اس زلزلہ کو جاپان کی حالیہ تاریخ کا بدترین زلزلہ قرار دیا جا رہا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں آنے والے آفٹر شاکس نے کئی دن تک نظام زندگی معطل کئے رکھا۔ دس ہزار سے زائد لوگ دو ہفتوں سے زائد عرصہ تک گاڑیوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

جماعت احمدیہ جاپان کی دعائیہ اپیل

دو شدید زلزلوں کے فوری بعد 15/اپریل کو جماعت احمدیہ جاپان نے زلزلہ زدگان سے اظہار یکجہتی اور متاثرین کے لئے دعائیہ اپیل جاری کی جسے سوشل میڈیا اور جماعت کی ویب سائٹ کے ذریعہ مشتہر کیا گیا۔ 15 اپریل کو مسجد بیت الاحد جاپان میں ''اسلام اور بدھ ازم'' کے بارہ میں ایک کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس کے اختتام پر حاضرین نے متاثرہ علاقہ کی بحالی اور قدرتی آفات سے محفوظ رہنے کے لئے دعا میں شرکت کی۔

ہیومینیٹی فرسٹ جاپان کی متاثرہ علاقہ کی طرف روانگی

17/اپریل کو علی الصبح ہیومینیٹی فرسٹ کی ٹیم متاثرہ علاقہ کی طرف روانہ ہوئی جو جماعت احمدیہ جاپان کے مرکز مسجد بیت الاحد سے تقریباً 900km کے فاصلہ پر ہے۔ 15 گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد زلزلہ سے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ Mashimachi پہنچے۔

ابتدائی سرگرمیوں کے طور پر 25kg دالیں اور نمک مرچ وغیرہ ساتھ رکھے گئے۔ ہمارا پڑاؤ ایک ایسی جگہ پر ہوا جو عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا، جس میں چرچ کے علاوہ سکول اور ہوسٹل بھی قائم تھا اور یہاں کم و بیش 1000 متأثرین پناہ لئے ہوئے تھے۔

جاپانی عموماً کسی بھی قسم کی امداد وصول کرنے میں ہچکچاتے ہیں اور مسلمانوں کے بارہ میں عمومی طور پر جاپانیوں کا تأثر بہت زیادہ مثبت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ ہمیں اس جگہ کیمپ لگانے کی اجازت مل گئی بلکہ اس عیسائی چرچ کی طرف سے دس بارہ والنٹیئر ز اور کھانے پکانے کے لئے ٹینٹ اور دیگیں وغیرہ اشیاء بھی مہیا کر دی گئیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے 18 اپریل 2016ء کی صبح سے ہم نے دال چاول کی تقسیم کا آغاز کر دیا اور روزانہ 500 سے 700 افراد کے لئے کھانا اور چائے مہیا کرنے کا سلسلہ تقریباً دس روز تک جاری رہا۔

دال کا ذکر بائبل میں

جاتے ہی سب سے پہلے اس سوال کا سامنا ہوا کہ دال کیا ہوتی ہے؟ اور دال پکانے میں کیا حکمت ہے؟

لوگوں کو دال کے فوائد بیان کئے گئے۔ اتفاق سے اس دن مسور کی دال بنائی جا رہی تھی۔ عیسائیوں کا علاقہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بتایا گیا کہ یہ وہ دال ہے جس کا ذکر بائبل میں بھی ہے۔ اس بات سے کام کرنے والے جاپانی والنٹیئر ز اور دیگر دوست بہت محظوظ ہوئے اور بائبل سے حوالے نکال کر وہ آیات چیک کرتے رہے اور یوں علاقہ بھر میں دال کی تشہیر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ ہمارے لئے زندگی کا سامان اور Holy Curry ہے۔

Kumamoto زلزلہ کے لئے donation کی اپیل

16 اپریل 2016ء کو امدادی سرگرمیوں کے آغاز کے ساتھ ہیومینیٹی فرسٹ جاپان کی طرف سے donation کی اپیل جاری کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو تین دنوں میں ہی اتنے عطیات اکٹھے ہو گئے تھے کہ ہیومینیٹی فرسٹ جاپان دو ہفتہ تک بآسانی گرم کھانا، چائے اور دیگر خدمات کی توفیق پاتی رہی۔

5000 سے زائد افراد میں کھانے کی تقسیم

مکرم انیس احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ جاپان کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق تقریباً دو ہفتوں میں تین مقامات پر 5000 سے زائد لوگوں میں گرم کھانا، چائے اور ناشتہ کی تقسیم کا موقع ملا۔ اس دوران افراد جماعت احمدیہ جاپان کے علاوہ 35 جاپانی رضا کاران نے خدمت میں حصہ لیا۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ ہیومینیٹی فرسٹ جاپان کی تشہیر

بدھ ازم کے ایک فرقہ کے لیڈر مکرم Watanabe Kanei صاحب نے چھٹی بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کے موقع پر کہا کہ امسال جاپان کے جنوبی علاقہ Kumamoto میں آنے والے زلزلہ کے بعد ہمیشہ کی طرح افراد جماعت احمدیہ جاپان میدان عمل میں پہنچنے والے اوّلین لوگوں میں سے تھے۔ نیز اس دفعہ facebook اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع سے جماعت احمدیہ جاپان اور ہیومینیٹی فرسٹ جاپان نے روزانہ updates کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس سے ہمیں بہت مفید معلومات

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: جلسہ سالانہ کی تاریخ سے چند دلچسپ واقعات
از صفحہ 4

اس نے کہا کہ اچھا یہ کیوں نہیں کہتی۔ امام امام کیوں کہہ رہی ہو، یہ کیوں نہیں کہتی کہ مَیں اپنے بیٹے سے ملنے جارہی ہوں۔ اس کا جواب سنیئے کہتی ہے۔ ’دُر فٹے منہ!‘۔ اس طرح بے اختیار اس کے منہ سے دُر فٹے منہ نکلا کہ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ اس جذبات کی وجہ سے کہتی ’میرا پُتر تیس سال دا اُوتھے اے۔ میں مُڑ کے اُوس پاسے کدی نظر نہیں کیتی۔ میرا امام اے جیدے لئی میں بے قرار ہوگئی آں ۔‘ کس بیٹے کی بات کہہ رہے ہو۔ 30 سال سے میرا بیٹا وہاں ہے میں نے کبھی اس ملک کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ہاں جب سے میرا امام گیا ہے میں بے قرار ہوگئی ہوں اور بے چین ہوگئی ہوں ۔‘‘ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ برطانیہ 1988ء)

شہادت کی انگلی کی شہادت

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’جلسہ سالانہ 1908ء سے چار پانچ روز پہلے حضرت حافظ حامد علی صاحب، منشی امام الدین پٹواری صاحب کے پاس آئے اور حضرت میاں صاحب (حضرت مصلح موعودؓ) کا پیغام دیا کہ جلسہ سالانہ کے لیے لکڑی کا انتظام کریں...... منشی صاحب کی طبیعت بہت جوشیلی تھی فوراً لکڑی کے انتظام میں مشغول ہوگئے۔ اور تین چار دن میں حسبِ ضرورت لکڑی بھجوادی۔ سارا سارا دن خود کھڑے رہ کر لکڑی کٹواتے اور گڈوں پر لدوا کر قادیان بھیجتے۔ خود بڑھئیوں کے ساتھ لکڑی کٹوانے میں مدد دے رہے تھے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی کٹ گئی اپنی اولاد کو یہ سارا واقعہ سُنا کر خوش ہوا کرتے تھے بعد ازاں مستقل طور پر قادیان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد کئی سال تک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ بطور افسر دیگ بیرون قصبہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ (روایت از ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب، اصحابِ احمد، جلد ہشتم، صفحہ 102)

قیمتی تحفہ

مکرم نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں:

’’میں اپنے کمرے میں تنہا لیٹا ہوا تھا۔ بانی صاحب کے دو فرزند نصیر احمد بانی و شریف احمد بانی کمرے میں داخل ہوئے اور میرے ہاتھ میں ایک پیکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ابّا جان نے قادیان سے آپ کے لیے تحفہ لایا ہے۔ کھول کر دیکھا تو خشک روٹی کے ٹکڑے تھے اور گُڑ تھا۔ بانی صاحب نے یہ روٹیاں مہمان خانے سے لی تھیں اور گُڑ کسی غریب درویش بھائی سے خریدا تھا۔ ذرا تصور فرمایئے مرحوم کو دیارِ مسیح سے کیسی عقیدت تھی اور آپ سمجھتے تھے کہ ایک احمدی کو حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر کی روٹی سے زیادہ قیمتی تحفہ اور کیا دیا جاسکتا ہے۔‘‘ (تحریر مکرم نور عالم صاحب ایم۔اے، امیر جماعت احمدیہ کلکتہ)

لنگر کی روٹی کی لذّت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لنگر حضرت مسیح موعودؑ کی روٹی کی لذّت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’کئی شاید سمجھتے ہوں کہ اتنی لذّت نہیں ملتی جتنی ان کی گھر کی روٹی میں ملتی ہے لیکن ہمیں تو بہت لذّت آتی ہے۔...... سب سے زیادہ مزیدار روٹی جو میں نے عمر میں کھائی ہے وہ تازہ گرم گرم تنوری روٹی تھی جو جلسہ سالانہ کے تنور سے نکلی اور میں نے بغیر سالن کے کھالی اور ساتھ پانی پی لیا۔ بہت سے کھانے میں نے کھائے ہیں۔ اب بھی اس روٹی کی لذّت دل میں سرور پیدا کرتی ہے حالانکہ اس وقت نہ جلسہ ہورہا ہے اور نہ وہ تنور چل رہا ہے۔‘‘

(خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمودہ 28 نومبر 1975ء)

لنگر کی روٹی کے ٹکڑے

جناب شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ لاہور حضرت محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق رقم طراز ہیں:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے لنگر خانہ میں روٹی ختم ہوچکی تھی۔ اور سیالکوٹ کے کسی معزّز زمیندار نے کھانا کھانا تھا اس نے آپ کے پاس شکایت کی کہ روٹی ختم ہوچکی ہے۔ اور مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ اُسی وقت اس کے ساتھ لنگر خانہ تشریف لے گئے۔ کھانے کی میز پر کافی تعداد میں بکھرے ہوئے بچے کھچے ٹکڑے پڑے تھے ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ چودھری صاحب! کھانا تو موجود ہے۔ آیئے میں اور آپ دونوں کھائیں۔ چنانچہ آپ نے بعض ٹکڑے اکٹھے کرلیے اور پہلے خود کھانا شروع کردیئے۔ سالن تو موجود تھا ہی روٹی کے قائم مقام ٹکڑے جمع ہوگئے۔ آپ کو دیکھ کر اس معزز مہمان نے بھی وہ ٹکڑے کھانا شروع کردیئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ و عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (الفرقان ستمبر۔اکتوبر 1961ء)

افسر جلسہ۔ قوم کے خادم

میاں اللہ دتہ صاحب سپاہی پنشنر سیالکوٹ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

مَیں ملازمت کی حالت میں ایک دفعہ قادیان جلسہ دیکھنے آیا۔ میں رات کے کسی حصہ میں قادیان پہنچا تھا۔ میں اس وقت ناصر آباد میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔ صبح کا وقت تھا کہ میں دودھ لینے کے لیے شہر میں گیا۔ راستہ میں کیا دیکھا کہ احمدیہ اسکول کے پاس حضرت میر صاحب مجھے ملے اور میں نے السلام علیکم کہا۔ آپ کا گلا بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے السلام علیکم کا جواب دیا اور اشارے سے فرمایا۔ میاں اللہ دتہ آؤ میرے ساتھ۔ میں اُن کے ساتھ سٹور میں گیا۔ آپ نے 5,4 لوٹے اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا لیے، میں نے بھی لوٹوں کا ایک ٹوکرہ سر پر اُٹھالیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ افسر جلسہ تھے۔ آگے آگے آپ جارہے تھے پیچھے پیچھے میں جارہا تھا۔ ہم احمدیہ اسکول پہنچے اور لوٹے وضو کرنے کی جگہ پر رکھ دیئے۔ اس طرح لوگوں کے وضو کرنے کی تکلیف دُور ہوگئی۔

(ستمبر اکتوبر الفرقان 1961ء)

کایا پلٹ گئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ایک دفعہ لنگر خانہ میں رات کو بارش ہوگئی۔ نانبائی اور پیڑے بنانے والی عورتیں ایک دم اُٹھ کر اندر کو بھاگیں کام رُک گیا۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ میں نے سب خدّام و اطفال، بچوں بوڑھوں بڑوں کو بُلایا اور کہا کہ جس کو جو چیز میسّر آتی ہے وہ اُٹھائے اور ان نانبائیوں کے سر پر چھتری کے طور پر پکڑے رہے بارش اس کو نہ بھگوئے۔ چنانچہ پھر کام شروع ہوگیا اور ساری رات قریباً اسی طرح گزری۔

...... صبح کو ایک مولوی صاحب مجھے ملے۔ مجھے دیکھتے ہی بھاگ کر مجھ سے لپٹ گئے اور چھوٹتے ہی کہا میں نے بیعت کرلی ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ تو بڑے کٹر اور متعصب قسم کے شخص تھے اور سندھ میں (مخالفین۔ ناقل) کے پیش رؤں میں سے تھے ان کی کایا کیسے پلٹی۔ انہوں نے بتایا کہ جب رات کو بارش ہوئی تو میں یہ دیکھنے آیا کہ دیکھیں اب احمدی کیا کرتے ہیں۔ میں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ افسر، ماتحت، کارکن سب کنالیاں اور پراتیں لے کر نانبائیوں کو بارش سے بچا رہے ہیں۔

یہ نظارہ دیکھ کر میری ایسی کایا پلٹ گئی۔ میں نے کہا میں لازماً بیعت کروں گا۔ میں نے باقی رات بڑی بے چینی سے کاٹی اب صبح بیعت کرکے آرہا ہوں۔ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ الفضل 2 دسمبر 1982ء)

اولاد کے لئے باپ کا گھر

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں:

’’یہاں کا جسمانی دسترخوان یعنی لنگر بھی آپ کی خداتعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے۔ جو نان فرشتہ آپ کے روحانی باپ کو اس کے اور اس کے درویشوں کے لیے دے گیا ہے اس کی بھی قدر کریں اور **ان ایّام میں خصوصًا درویش صفت بنیں**۔ گھر آپ کا ہے۔ اولاد کے لیے باپ کا گھر اپنا ہوتا ہے۔ سال بھر کے بعد بچھڑی ہوئی اولاد باپ کے دسترخوان پر جمع ہوتی ہے تو کس قدر خوش ہوتی ہے خواہ اپنے گھر میں کیسی بھی خوشحال ہو۔ خصوصًا بیٹیاں باپ کے گھر روکھی سوکھی بھی ملے تو اس کو نعمت جان کر خوشی سے کھاتی ہیں۔ وہ خوشی اپنے گھر کبھی محسوس نہیں کرسکتیں۔ تو اس کا بھی خیال رہے کہ **آپ ہی مہمان ہیں اور آپ ہی میزبان**۔ یہ مبارک روٹی آپ کو مسیح موعودؑ ہی کھلا رہے ہیں۔‘‘

(تقریر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، جلسہ سالانہ 1961ء)

امن و محبت کو شعار بنائیں

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ مزید فرماتی ہیں:

’’یہاں اگر خراب روٹی بھی کبھی ملے تو آپ کے لیے ہزار ہا کھانوں سے زیادہ مبارک ہے اور جو اس میں مزہ آپ کو آئے وہ دنیا کی کسی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمت میں بھی نہ پائیں۔ اس لنگر کے تو ٹکڑے بھی تبرک ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا اور جلسہ کی روٹی ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے۔ اس وقت وہ بھی ایک بہت بڑی رونق نظر آتی تھی۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے وسیع سے وسیع تر کیا اور کرے گا۔ اب لنگر کے تنور ایک جگہ کی بجائے کئی جگہ بنتے ہیں اور کئی جگہ سے روٹی تقسیم ہوتی ہے کام بڑھ گیا ہے۔ مگر **آپ ہمیشہ وہی تصوّر کریں کہ آپ دار المسیح موعود کے خاص مہمان ہیں۔**

آپ میں سے بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پورے گھر کا نام دارالامن آپ کا رکھا ہوا تھا۔ جیسا کہ مختلف کمروں کے نام بیت الذکر اور بیت الفکر وغیرہ آپ نے سُنے ہوں گے۔ تو جہاں بھی آپ لوگ اس سلسلہ میں جمع ہوں اپنے کو اسی طرح دارالامن میں سمجھیں اور امن و محبت کو شعار بنائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لنگر بہت محبت سے اپنے مہمانوں کے لیے جاری کیا اور اس کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں۔ اور اس سے آرام پائیں۔ لنگر کا کام قریباً بہت آخر زمانہ تک آپ کے ہاتھ میں ہی تھا۔ مجھے یاد آتے ہیں وہ دن کہ میاں نجم الدین بھیرے والے جو منتظم ہوا کرتے تھے۔ آتے اور بتاتے کہ آٹا ختم ہے یا دوسری چیزیں تو آپ جلدی سے جو رقم موجود ہوتی ان کو دیتے اور فرماتے کہ جائیں اور سامان لیں کہیں مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ ایک دفعہ کا خوب یاد ہے مجھے کہ آپ نے جیب اور اپنے رومالوں کی گرہیں کھول کھول روپے پیسے جتنے نکلے میاں نجم الدین کو پکڑا دیئے اور فرمایا بس اس وقت یہی نکلا ہے۔ صرف 32 روپے کچھ آنے اور کچھ پیسے تھے۔

اب خداتعالیٰ کے فضل سے ہزار ہا پر نوبت پہنچتی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس کا شکر کریں اور دعائیں کریں کہ تمام روحانی برکات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ ظاہری لنگر بھی کہ یہ بھی ایک نشان ہے بڑھتا چلا جائے۔‘‘ (حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاریخ لجنہ جلد سوم صفحہ 124)

درویش صفت مہمان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’مجھے اب بھی یاد ہے شروع شروع میں جب جامعہ نصرت کے میدان میں جلسہ ہوا کرتا تھا۔ غالبًا حضرت صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد میں باہر نکلا کیونکہ میں افسر جلسہ سالانہ تھا اور مجھے دوسری ڈیوٹیوں پر جانا تھا۔ ایک صاحب جن کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا کہ وہ لکھ پتی تھے یا اس سے بھی زیادہ امیر تھے۔ انہوں نے ہاتھ میں ایک بکس پکڑا ہوا تھا اور ساتھ اُن کی بیوی تھی وہ اڈّے کی طرف سے چلے آرہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تو ابھی پہنچے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا:

آپ کے لیے رہائش کی جگہ مقرر ہے؟

کہنے لگے نہیں، اب جا کر تلاش کروں گا۔

میں نے سوچا یہ اب کہاں تلاش کریں گے۔......

میں نے اُن سے کہا، آیئے میں آپ کے لیے کوشش کرتا ہوں۔ میں اپنے گھروں میں ایک جگہ گیا۔ گھر والوں سے پوچھا کوئی کمرہ یا کوئی ڈریسنگ روم خالی ہو مگر پتہ لگا کہ کوئی بھی خالی نہیں۔ پھر ہم دوسرے گھر گئے، حتّٰی کہ تیسرے گھر میں تلاش کرتے کرتے ایک چھوٹا سا غسل خانہ ٹائپ کمرہ تھا جس میں گھر والوں کی کچھ چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا : کیا یہ کمرہ آپ کے لیے ٹھیک ہے؟ کہنے لگے بڑا اچھا ہے، الحمدللہ، ہم اس میں بڑے آرام سے رہیں گے۔ میں نے وہ کمرہ خالی کروایا۔ دبّ (دبّ دراصل بوجوں والی گھاس ہوتی تھی جو کاٹ کر بچھاتے تھے اور جو تکلیف دہ ہوتی تھی پھر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو آرام پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین کو کہا یہاں چاول اُگا ورنہ پہلے تو یہاں چاول نہیں ہوتا تھا۔) کی ایک پنڈ منگوائی اور وہاں ڈلوادی۔‘‘ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطبوعہ الفضل 15 دسمبر 1980ء)

میزبانوں کو نصیحت۔
کام نیک نیتی اور اخلاص سے کریں

مستورات میں مہمان نوازی کے فرائض حضرت اُمّ داؤد صاحبہ 1922ء سے 1951ء تک ادا کرتی رہیں۔ 1952ء کے جلسہ سالانہ پر آپ بیمار تھیں مگر مہمانانِ مسیح کے ساتھ قلبی تعلق کا اندازہ اُن کی اس تحریر سے ہوتا ہے جو باوجود بیماری کے آپ نے کارکنات کے لیے تحریر فرمائی:

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے اس جلسہ کو خیر و خوبی سے اختتام تک پہنچایا اور ہمیں مہمانوں کی خدمت عطا کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک لمبے عرصے سے ہم جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے جبکہ قادیان میں حضرت اماں جانؓ کے مکان کے نچلے حصے میں صرف چند ایک مہمانوں کے سامنے دسترخوان بچھا کر اور قطاریں بنوا کر کھانا کھلوایا کرتے تھے۔ لیکن اب وہی حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان ہزار ہا کی گنتی میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے اس کام کے لئے ہمیں نوازا۔ ورنہ دنیا میں کروڑوں کروڑ مخلوق بھری پڑی ہے ہم نہ ہوتے تو کوئی اور لوگ اس کام کو سرانجام دینے والے ہوتے۔ اس شکریہ میں کہ اپنے اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منتخب فرمایا ہمارے لیے ضروری ہے کہ کام نیک نیتی اور اخلاص سے کریں اور آیندہ بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ ہو کر رہے گا لیکن اگر ہماری نیتوں میں اخلاص نہ ہوگا اور ہم اس کام کو آیندہ بہتر بنانے کی کوشش نہ کریں گی تو ہم ثواب سے محروم ہوجائیں گی۔

(تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 296)

بقیہ خطبہ عید الاضحیٰ از صفحہ نمبر 20

ہم دیکھیں تو بے شک بعض مسلمان حکومتوں کے پاس دنیاوی دولت تو ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رضا کا وہ مقام نظر نہیں آتا جس سے خدا تعالیٰ کی قربت کا پتا چلے۔ پھر دولت ہوتے ہوئے بھی غیر مسلم حکومتوں کے اشارے پر چلتے ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے اپنی قربانیوں کے پھل کھاتے ہوئے دنیا کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنا دیا تھا، جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا یورپ تک میں لہرایا، جب قربانی کے معیار کو بھول گئے تو بعض ملکوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ جب اسلام کی تبلیغ کے بجائے لالچوں نے دل میں راہ پا لی تو حکومتیں بھی کمزور ہو گئیں اور عزت بھی گئی۔ آخر سب کچھ ہاتھ سے دھونا پڑا۔ اور آج مسلمان ملکوں کی وہ عزت اور وقار قائم نہیں۔ آج اگر ردّ عمل کے طور پر مسلمانوں میں سے کوئی طاقت ابھرنے کی کوشش کر رہی ہے، جو اپنے زعم میں اسلامی نظام رائج کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسے غیر تربیت یافتہ لوگوں کی ہے جو اسلام کا نام روشن کرنے کی بجائے اپنی متشددانہ سوچ کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور اپنے معصوم مسلمانوں کو ظالمانہ طریق پر قتل و غارت اور لوٹ مار کر کے ختم کر رہے ہیں۔ پس مسلمان حکومتوں کو اور علماء کو بھی اپنی سوچوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس حج کے موقع پر مفتی اعظم سعودی عرب نے اپنے خطبے میں بالکل سچ کہا ہے کہ عدل نہ ہونے سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اگر مسلمان حکمران عوام کے حقوق کا خیال نہ رکھیں گے تو یہ بگاڑ پیدا ہوگا۔ انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور اسلام میں دہشتگردی کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ یہ بھی صحیح فرماتے ہیں کہ دوسری قومیں مسلمانوں کو لڑانا چاہتی ہیں۔ وہ یہ بھی صحیح کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ بھی اور دوسرے مسلمان علماء اور لیڈر بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اسلام کی حقیقی روح قائم کرنے کے لئے اس زمانے میں جس شخص کو خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں اور سرِ تسلیم خم کر کے مسلمان اپنی عزت بحال کریں، مسیح و مہدی کے ہاتھ پر جمع ہو کر اُمّت واحدہ کا نظارہ پیش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مطیع بن کر قربانیوں کے معیار قائم کریں۔ مسیح محمدی کے ساتھ جُڑ کر اپنے روحانی معیار بلند کریں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنیں۔ پس آج اگر اس تسلسل کو جاری رکھنا ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی قربانیوں سے شروع ہو کر اس ذبحِ عظیم کے مقام تک پہنچا جو ہر قسم کی قربانیوں کے معیار قائم کر گیا۔ تو پھر اس عظیم نبی کی پیشگوئی کے مُصدّق بنتے ہوئے مسیح و مہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق سے منسلک ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر مسلمان ایک ہو کر زمانے کے امام کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ہاتھ مضبوط کرنے والے بن جائیں تو پھر وہ دنیا کو وہ نظارہ دکھانے والے بن جائیں گے جب مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ دنیا کو دوبارہ نظر آئے گی، انشاء اللہ۔

آج نہ کسی مفتی اور عالم کا وعظ مسلمانوں کو ایک کرنے کے کام آ سکتا ہے، نہ کسی بادشاہ کی تیل کی دولت مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر سکتی ہے اور نہ ہی متشددانہ نظام قائم کر کے قرونِ اولیٰ کی قربانیوں کے معیار قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ہاں چند دن چند لوگ وعظ کی تعریف کر کے اس پر عمل کرنے کی ضرورت پر ضرور زور دیں گے۔ دولت سے اسلام کے نام پر بادشاہ اور حکومتیں اپنے مفادات ضرور حاصل کر سکتی ہیں۔ شدت پسند تنظیمیں غریب اور بھوک اور افلاس سے مارے ہوئے خاندانوں کے بچوں کو مذہب کے نام پر غلط طور پر استعمال کر کے اور ان کی brainwashing کر کے خودکش حملوں کے لئے قربانی کے نام پر ضرور استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ان brainwash کئے ہوئے بچوں کو جب اس کیفیت سے باہر لایا جاتا ہے تو پھر وہ جان بچانے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ یہ ان کے دل کی آواز نہیں۔ اور ایسے کئی لڑکے سامنے آ چکے ہیں جن کو پولیس نے پکڑا تو انہوں نے بیان دیئے، جب ان کو تحفظ دیا گیا تو وہ اس قربانی سے پھر گئے۔ پس جب یہ لوگ یہ بچے ہوش و حواس میں آتے ہیں تو ان کی سوچیں بدل جاتی ہیں۔ اور اب جائزہ لیں تو اکثر خودکش حملے کرنے والے وہ بچے بھی ہیں جن کی اپنی سوچیں نہیں ہیں۔ کسی mature سوچ والے کو آپ کبھی عموماً خودکش حملوں میں ملوث نہیں دیکھیں گے۔ ہوش و حواس کی قربانی تو ان دو بچوں معوّذ اور معاذ کی تھی جنہوں نے چیتے کی طرح دشمن کے دل میں پہنچ کر ابوجہل کو واصلِ جہنّم کیا تھا۔ لیکن وہ جان کے نذرانے پیش کرنے والے اپنے دین کو بچانے کے لئے، دشمن کے حملوں کا جواب دینے کے لئے میدانِ جنگ میں جاتے تھے۔ ورنہ تو صبر و رضا کے ساتھ تکلیفوں کو برداشت کرنے کا دور کوئی تھوڑے عرصے کا دَور نہیں تھا۔ لیکن آج کونسی اسلامی جنگیں ہو رہی ہیں جن میں اسلام کے دفاع کے لئے یہ حملے کرتے ہیں۔ اور پھر حملے بھی اپنے ہی مسلمان ملکوں کے رہنے والوں پر اور ملکی قانون کی پامالی کرتے ہوئے۔ پس یہ نام نہاد قربانیاں خدا کے ہاں مقبول ہونے والی قربانیاں نہیں ہیں۔ مفتی اعظم سعودی عرب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی حالتیں بدلنے کی ضرورت ہے۔ کاش کہ وہ یہ بھی فرما دیتے کہ ان حالتوں کے بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کسی فرستادے کو تلاش کرو۔ اور زمینی اور آسمانی نشانات کو دیکھتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیتے کہ گو نشانیاں تو ظاہر ہیں اور ہو رہی ہیں لیکن ہمیں دعویٰ کرنے والے پر کچھ تحفظات ہیں۔ آؤ اس حج کے دوران خصوصاً جو حج کرنے والے ہیں اور مسلمان اُمّت عموماً یہ دعا کرے کہ اے خدا! اگر یہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے تو ہمیں حق سے محروم نہ کریو۔ ہماری رہنمائی فرما تا کہ ہم تیرے پیغام کو جو تُو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا ہے قبول کر کے تیری رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ اگر سچے دل سے اور نیک نیتی سے یہ دعا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اس مسیح و مہدی کی بیعت میں آ کر جہاد کے اسلوب بھی ان کو پتا چلیں گے۔ اور قربانیوں کے معیاروں کا بھی اِدراک پیدا ہوگا۔ اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ احمدی کا بھی پتا چلے گا۔ کیونکہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ احمدی ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔ جس نے دنیا کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں لا کر ڈالنا ہے۔ نرمی، پیار، صبر اور دعا سے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

پس آج یہ خدا تعالیٰ کی تقدیرِ مبرم ہے کہ زمانے کے امام اور مسیح محمدی اور اس کے غلاموں نے یہ کام سرانجام دینا ہے۔ اور صبر، دعا اور قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے، قربانی کے معیار قائم کرتے ہوئے اس کام کو سرانجام دینا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس صبر، دعا اور قربانی کے معیار ہمیں دکھاتی ہے۔ قربانی کا معیار خودکش حملوں سے اپنے آپ کو اُڑا دینے سے قائم نہیں ہوتا۔ یا دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے خودکُش حملوں کو فدائی حملوں کا نام دینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ قربانی کا معیار اس صبر و رضا اور اطاعت سے حاصل ہوتا ہے جو خدا کا بھیجا ہوا اپنے ماننے والوں کے سامنے رکھتا ہے۔ جو پیغام سامنے رکھتا ہے اس کی اطاعت کرنے میں ہوتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے يَضَعُ الْحَرْبَ کی تلقین مسیح و مہدی کے زمانے کے لئے امّت کو فرما دی تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

(صحیح البخاری کتاب حدیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی 1961ء)

پس آج احمدی ہیں جو گزشتہ ایک سو بیس سال سے جان، مال، وقت اور عزت کے نذرانے پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کبھی جان کی اس قربانی کو نہیں بھلا سکتی جو صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دی۔ باوجود کئی قسم کے لالچوں اور کئی دن کی سوچ و بچار کا موقع ملنے کے آپ نے انتہائی صبر و رضا کے ساتھ ظالموں کی پتھروں کی بارش میں اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے جان کی قربانی دے دی۔ جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یقینِ کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے دکھا دیا۔ جان دینے سے بڑھ کر کوئی امر نہیں۔ اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہے کہ انہوں نے مجھے آسمان سے اترتے دیکھ لیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ ”شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور دراصل میری جماعت ایک بڑے نمونے کی محتاج تھی“۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 58-57) پس امامِ وقت نے جس کی قربانی کو ایک نمونہ قرار دے دیا وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سے تو کبھی نہیں نکل سکتی۔ ہاں اس نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے بعد میں آنے والے جو افراد ہیں، انہوں نے بھی اپنی جان کے نذرانے معیارِ قربانی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ضرور پیش کئے اور آج تک پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ سال جو 2010ء کا سال ہے، اس میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو دل کی گہرائیوں سے مانتے ہوئے آپ کے ماننے والوں میں سے 98 لوگوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اور یہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ جس معیارِ قربانی کو ہم قائم کرنے والے ہیں اس کی جڑیں اس روح سے سیراب ہو رہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں پھونکی تھی۔ پس جس کی جڑیں اتنی گہری ہوں بلکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانیوں تک پہنچتی ہوں، ان جڑوں کو بھلا دشمن کی مخالفانہ ہوائیں یا جھونکے کس طرح ہلا سکتے ہیں؟ مسیح محمدی نے جو پودا لگایا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایک تناور درخت بن چکا ہے، جس کی شاخیں دنیا کے ہر برّاعظم میں کُل 198 ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس درخت کو بھلا یہ مخالفانہ ہوائیں کس طرح ہلا سکتی ہیں۔ ہم نے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہی کچھ دیکھا کہ ہر مخالفت، ہر قربانی پھل لاتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر پھل لاتی ہے۔ اب تک کی جماعت کی قربانیوں کی تاریخ میں اس سال سے پہلے 74ء میں سب سے زیادہ شہادتیں ہوئیں تھیں، غالباً تیس کے قریب تھیں۔ لیکن 74ء کے بعد جماعت کو جو وسعت ملی، جس طرح جماعت پھیلی اس کی مثال پہلے نہیں تھی۔ مالی لحاظ سے جن کو نقصان ہوئے، ان کے مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی انتہا دیکھ کر خود ان قربانی کرنے والوں کو بھی حیرت تھی کہ خدا تعالیٰ کس طرح اپنی قدرت کے نشان دکھا رہا ہے۔ پھر 84ء کا بدنامِ زمانہ آرڈیننس آیا جس 74ء کی اسمبلی کے فیصلے میں مزید سختیاں پیدا کیں۔ احمدیوں کی زندگیاں تنگ کر دی گئیں۔ جیلوں سے احمدیوں کو بھرا گیا۔ اس ظالمانہ قانون کی وجہ سے جس کی انتہا یہاں تک تھی کہ احمدی دوسرے کو سلام بھی نہیں کر سکتے تھے بلکہ اسلامی نام بھی نہیں رکھ سکتے تھے، خلیفۂ وقت کو پاکستان سے نکلنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کی وسعت میں وہ راستے کھولے، وسعت پیدا کرنے کے لئے وہ راستے کھولے جن کا پہلے تصور بھی نہیں تھا۔ اور اس قانون کی وجہ سے ایک دنیا میں جماعت متعارف ہوئی۔ پھر یہ جو قانون ہے پاکستان میں رہنے والوں کے لئے آج تک مشکلات پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ احمدی ان مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً جب بھی انتظامیہ کو وبال اٹھتا ہے وہ احمدیوں پر اس قانون کی وجہ سے سختیاں پیدا کرتی ہے۔ تو بہرحال اس قانون کی وجہ سے جو احمدی آج کل پاکستان میں ہیں انہوں نے پھر قربانی کے تسلسل کے معیار قائم کئے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا انتظامیہ میں سے، بلکہ مولویوں میں سے بھی جہاں جس کا بَس چلتا ہے، احمدیوں کے لئے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں۔ اور پھر اس عرصے میں جماعت نے جو جان کی قربانی پیش کی ہے وہ کوئی معمولی قربانی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بھی نوازنے کے رنگ ایسے ہیں کہ جس کے کوئی پیمانے نہیں۔ دشمن کہتا ہے کہ باز آ جاؤ اور احمدیت سے تائب ہو جاؤ ورنہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ یہاں تک کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدیوں نے ان کے ظلموں کی وجہ سے جانوں کے نذرانے بھی پیش کئے اور شہادت کا رتبہ پایا۔ لیکن کسی ایک کے بھی قریبی عزیز نے کمزوری دکھاتے ہوئے دشمن کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ زندگی کی بھیک نہیں مانگی۔ اپنے مالی نقصانات سے بچنے کی بھیک نہیں مانگی۔ صبر و استقامت کے وہ نمونے قائم کئے جو یقیناً سنہری حروف سے لکھے جانے والے ہیں۔

ابھی حال ہی میں مردان میں مکرم شیخ محمود صاحب کی شہادت ہوئی ہے، ان کا بیٹا عزیزم عارف محمود زخمی ہوا ہے۔ جیسا کہ میں نے خطبہ جمعہ میں بھی بتایا تھا کہ اس زخمی نوجوان سے جب ناظر امورِ عامہ نے فون پر بات کی، تو اس نے ان کو کہا کہ زخموں کے باوجود بھی میں بڑے حوصلے میں ہوں، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو کوئی ڈگمگا نہیں سکتا۔ پس جس قوم میں ایسی قربانیاں کرنے والے موجود ہوں، ایسے نوجوان موجود ہوں جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے ہوں، ان کو موت سے کیا ڈرانا۔ یہ ایمان اُن میں اس یقین کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام یقیناً آنے والے مسیح و مہدی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا اب اسی میں ہے کہ اس مسیح و مہدی کے ساتھ جُڑ کر اس کی رضا کو حاصل کیا جائے، اس کے فضلوں کا وارث بنا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان کے دلوں کو مضبوط کرتا اور انہیں تسلی دیتا ہے کہ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ (حٰم السجدۃ:32)۔ پس جس کا دوست اور ولی دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ ہو جائے اس کو دنیا والوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے اور اس کو قربانیاں کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ پس اس نوجوان نے جب یہ کہا کہ یہ ایک دو گولیاں تو کوئی چیز نہیں ہیں۔ اگر ہمیں چھلنی بھی کر دیا جائے تو پرواہ نہیں۔ تو یہ عزم ان ہی لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے

ہیں۔ پس ہم نے جب زمانے کے امام سے عہدِ وفا باندھا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے باندھا ہے۔ اس سوچ کے ساتھ باندھا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کو پروان چڑھانا ہے۔ اس بات کو جانتے ہوئے یہ عہد باندھا ہے کہ عشق و وفا کے کھیت خون سینچے بغیر نہیں پنپتے۔ اس یقین پر قائم ہوتے ہوئے باندھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو غلبے کا وعدہ کیا ہے وہ یقیناً پورا ہونا ہے۔ کیونکہ بہت سے وعدوں کو ہم نے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کسی زمانے تک محدود نہیں تھے، یا یہ نہیں تھا کہ چند وعدوں نے پورا ہونا ہے اور چند نے نہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خوشخبریاں دی ہیں وہ پوری ہونے کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ ہاں اُن سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا ضروری ہے۔ اپنی اطاعت اور قربانی کے معیار قائم کرنے ضروری ہیں۔ جب تک ہم یہ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شاملِ حال رہے گی انشاء اللہ۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر دیکھیں تو مسیح موعود کے زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اور اسلام کی ترقی احمدیت کے ذریعہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة: 4) میں واضح کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اگر ہم مزید غور کریں اور دیکھیں تو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کی یقین دہانی قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا کے الفاظ سے ہی ہو جاتی ہے۔ اس رؤیا کو پورا کرنے میں صرف باپ کا ہی ہاتھ نہیں تھا بلکہ بیٹے نے جب کہا کہ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ (الصّافات: 103)۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یقیناً تُو مجھے صبر کرنے والوں میں پائے گا۔ پس اس صبر کے عہد نے اگلی نسل کے قربانی کے معیار کے حصول کا عندیہ بھی دے دیا۔ صرف گردن کٹ جانے سے صبر کیا ہونا تھا۔ صبر کے جوہر تو اس وقت کھلنے تھے جب مستقل قربانی کے معیار قائم ہونے تھے۔ جب بغیر کسی شکوے کے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے پیش کرنا تھا۔ اور وہ ساری زندگی ایک بے آب و گیاہ جگہ میں بچپن سے آخر تک گزار کر قائم ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ دونوں کو اس قربانی کے لئے تیار پا کر محسنین میں شمار کیا۔ لیکن اصل محسنین کا شمار پھر ذبحِ عظیم کے دور کے ساتھ شروع ہونا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی سے لاکھوں محسنین پیدا کئے۔ لاکھوں نیکیاں بجالانے والے پیدا کئے جنہوں نے صبر و وفا کے نمونے قائم کئے۔ اور پھر جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ یہ آخرین کا زمانہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے ساتھ جوڑ دیا جس میں پھر صبر و وفا کے نمونے قائم ہونے لگے۔ وفا کے نمونے کی مثال پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی ہی دی ہے۔ فرمایا وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (النجم: 38)۔ ابراہیم جس نے کامل وفا کے ساتھ عہد کو پورا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے حوالے سے فرمایا کہ یہ آواز آئی جب وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد4 صفحہ 429-430) پس باپ کی وفا اور بیٹے کا صبر جب مل گئے تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ ان کی یاد کو جاری رکھنے کے لئے حج کی عبادت مسلمانوں میں جاری فرما دی اور پھر یہ کہ وہ عظیم نبی اس نسل میں سے مبعوث فرمایا جس نے فنا فی اللہ ہونے کا ایک منفرد اور عظیم معیار قائم فرما دیا۔ جس کا ذکر قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الانعام: 163) تو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو ربّ العالمین ہے۔ اور پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلو۔ کیونکہ اب یہ اسوہ ہی ہے جو تمہارے لئے معیار بھی قائم کرتا ہے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کرتا ہے بلکہ ہر خُلق کا معیار، ہر نیک عمل کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں ہی ہے۔ پس وہ وفا اور صبر اور قربانی کے معیار جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم کئے تھے، اُن کی انتہا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی معیاروں سے لے کر انتہائی معیاروں تک کی مثالیں ہمارے سامنے پیش فرما کر پھر ہمیں یہ حکم دیا کہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ یہ انتہائی معیار ہے۔ اس انتہائی معیار کے حصول کے لئے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہزاروں اسماعیل پیدا ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے، اسلام کے دفاع کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے، اپنی گردنیں کٹوائیں اور جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ وفا اور صبر کے نمونے دکھائے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر و وفا کی وجہ سے رضی اللہ عنہم کا اعزاز بخشا۔

پس آج مسیح محمدی کے غلاموں کا بھی یہی کام ہے کہ صبر و وفا کے پیکر بنتے چلے جائیں۔ اس سال جو سو کے قریب قربانیاں عشق و وفا کے کھیتوں کو سینچنے کے لئے مسیح محمدی کے غلاموں نے دی ہیں یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم عشق و وفا کے میدان میں کبھی پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ پس ان قربانی کرنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ میرے پاس جو خطوط اس اظہار کے ساتھ آتے ہیں کہ ہم بھی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اس گروہ میں ہیں جن کے بارے میں قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ (الاحزاب: 24) یعنی ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں کہ کب موقع ملے تو ہم بھی اپنے عہدِ وفا کو سچا کر کے دکھائیں۔ پس یہ عید ان قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے، وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ کے عہد کی تجدید کی عید ہے۔ یہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس سے کس رنگ میں قربانی لینی ہے۔ لیکن اگر ہم عہدِ وفا نبھاتے ہوئے صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق جوڑے رکھیں گے، ہمارے اپنے جو قربانیاں کرنے والے پیارے ہیں، ان کے نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جائیں گے تو یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ یہ تسلّی بھی ہمیں خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے کہ خالص ہو کر نیکیاں کرنے والوں کو خدا تعالیٰ جزا دیتا ہے۔ ہمارے قربانیاں کرنے والوں کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا ہے کہ افریقہ کے دور دراز جنگلوں اور صحراؤں سے لے کر یورپ و امریکہ کے پُر رونق شہروں تک میں نہ صرف احمدیت کا پیغام پہنچا ہے بلکہ بیعتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ میں افریقہ کے ایک ملک کی رپورٹ دیکھ رہا تھا کہ جہاں پچھلے سال میں ایک ہزار بیعتیں ہوئی تھیں، ان چند مہینوں میں ان شہادتوں کے بعد وہاں پانچ ہزار کے قریب بیعتیں ہو چکی ہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک مبلغ نے رپورٹ میں لکھا کہ ایک جگہ میں گیا جہاں سخت قحط کی صورتِ حال تھی اور فصلیں بھی ان کی تباہ ہو رہی تھیں۔ وہاں کے لوگ نمازِ استسقاء کے لئے باہر نکل رہے تھے۔ تو میں نے ان کے امام سے جو غیر احمدی تھے پوچھا کس طرح پڑھاؤ گے۔ اصل طریقہ تو یہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ آپ ہی پڑھا دیں۔ انہوں نے نماز پڑھائی اور یہ کہتے ہیں اُس وقت میری کیفیت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ پچاسی چھیاسی احمدیوں نے قربانیاں دی ہیں۔ (ابھی چند دنوں کی بات ہے جب لاہور کا واقعہ ہوا ہے) آج تُو یہ نظارہ دکھا دے کہ اُن کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ہمیں یہاں ایک بڑی جماعت عطا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پھر یہ عجیب نظارہ دکھایا کہ چمکتی دھوپ میں تھوڑی دیر کے بعد بادل آئے اور بارش ہوئی اور اس گاؤں میں اس علاقے میں یہ مشہور ہو گیا کہ یہ احمدیوں کی دعا کی وجہ سے ہماری فصلوں پہ نکھار آیا ہے۔ اور وہاں ایک ہزار سے اوپر بیعتیں ہو گئیں۔ تو یہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ اسی طرح عرب ملکوں سے بعض خطوط آ رہے ہیں، ان کی توجہ پیدا ہوئی۔ گھانا میں دو مسلمان لیڈر جو ہیں انہوں نے بیعت کر لی جو پہلے مخالفت میں پیش پیش تھے۔ تو یہ ہَوا ہے جو اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے۔ دلوں کو پھیر رہا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کو قبول فرمایا جس کے ظاہری نشان بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ احمدیت کوئی علاقائی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ تو اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔ اور اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس کے دنیا میں غالب آنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ پس کیا پاکستان یا چند مسلمان ممالک کی مخالفت سے اس عالمگیر پیغام کو روکا جا سکتا ہے۔ یہ مخالفین کی بھول ہے بلکہ مسلمان ملکوں میں بھی احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ یہاں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت پورا ہونے سے نہیں روک سکتی۔ آج اس کُرّۂ ارض پر صرف ایک جماعت ہے جو مسیح محمدی کے غلاموں کی جماعت ہے جو خدائی وعدے اور تقدیر کا حصہ بن کر اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ یہ واقعات ہیں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اسے میں چھوڑتا ہوں۔

بہرحال یہ صرف جماعتِ احمدیہ ہی ہے جو یہ پیغام پہنچا رہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے اور اس کے لئے احمدیوں کی جو قربانیاں ہیں وہ نئے سے نئے راستے دکھا رہی ہیں اور کھول رہی ہیں۔ پس یہ جاگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائی، یہ ذبحِ عظیم کا ادراک جو ہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا، یہ آج مسیح محمدی کے غلاموں میں ہر قوم کے احمدی مسلمانوں میں ایک نشان کے ساتھ ظاہر ہوتا نظر آ رہا ہے۔ پاکستان کے احمدی ہیں یا ہندوستان کے احمدی ہیں یا بنگلہ دیش کے یا انڈونیشیا کے یا کسی افریقن ملک کے یا عرب ملک کے، اپنی قربانیوں کے معیار پر غور کرنے لگ گئے ہیں تا کہ اسلام اور احمدیت کا جھنڈا جلد تر دنیا میں لہراتا دیکھیں۔ اللہ کرے کہ یہ عید ہمیں اپنے پیاروں کی قربانیوں کی ہمیشہ یاد دلاتی رہے۔ اور ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ کر پیار، محبت، صبر و وفا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کثرت سے دنیا میں نہ دیکھ لیں۔ اور جب یہ ہو گا تو یقیناً وہی ہماری قربانیوں کی قبولیت کی حقیقی عید ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اب ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں شہداء کے خاندانوں کو بھی یاد رکھیں۔ مبلغینِ سلسلہ کو بھی یاد رکھیں۔ ان سب قربانیاں کرنے والوں کو یاد رکھیں جو کسی بھی رنگ میں جماعت کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہمارے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اور ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں جلد فتح و نصرت کے نظارے دکھائے۔ اور ساتھ ہی مَیں آپ سب اور پھر تمام دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک کا پیغام بھی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہر ایک کے لئے، ہر احمدی کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ دعا کر لیں۔

☆......☆......☆

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 2

(15) مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم احمد دین صاحب مرحوم۔ آف گوئی) 7 مارچ 2016ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بڑی دعا گو اور بہت خدمت گزار خاتون تھیں۔ غرباء اور ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی تھیں۔ مالی قربانی میں بھی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں۔ اپنا تمام زیور بیچ کر گوئی جماعت میں لجنہ ہال بنوایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام حصہ وصیت اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب صدر جماعت بریڈ فورڈ نارتھ اور مکرم غلام مرتضیٰ صاحب صدر جماعت وینکوور کینیڈا کی والدہ تھیں۔

(16) مکرمہ شمیم فرحت صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب سابق مبلغ نائیجیریا۔ حال گوٹن برگ سویڈن) یکم مئی 2016ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی شیخ محبّ الرحمان صاحبؓ کی بیٹی، حضرت قاضی محبوب عالم صاحب (مالک راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد) کی نواسی اور حضرت منشی حبیب الرحمان صاحبؓ یکے از 313 صحابہ کی پوتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، جمعہ کی ادائیگی میں باقاعدہ، آخری وقت تک باجماعت نماز کی ادائیگی کرتی رہیں اور ہمیشہ دعا کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ جماعت اور خلفاء کی شیدائی بزرگ خاتون تھیں۔ بوجہ فالج لمبا عرصہ وہیل چیئر پر رہیں مگر کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا بلکہ دعاؤں ہی میں وقت گزارا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: سیرت حضرت علیؓ از صفحہ نمبر 10

جام نوش کرنے میں سرفہرست تھے اور قرآن کے دقائق کے ادراک میں آپ کو ایک عجیب فہم عطا ہوا تھا۔

(سر الخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد8 صفحہ 358-359)

اللہ تعالیٰ اس بزرگ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرماتا چلا جائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت دین بجالانے، اپنے امام کی کامل اطاعت کرنے اور ان کے لیے قرۃ العین بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے زیرِ اہتمام

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ پر ایک خوبصورت نمائش کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: سہیل احمد ثاقب بسرا۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا و انچارج نمائش)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کو 23 مارچ تا 28 مارچ 2016ء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ پر ایک خصوصی نمائش کا اہتمام کرنے کی توفیق ملی۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے زیرِ اہتمام منعقد کی جانے والی یہ نمائش اپنے سلسلہ کی دوسری کڑی تھی۔ اس سلسلہ کی پہلی نمائش گزشتہ سال 20 مارچ تا 23 مارچ 2015ء، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ پر منعقد کی گئی تھی۔ جس پر مبنی ایک دلکش کتابچہ بھی شائع کروا کے پہلی بار اس نمائش کا حصہ بنایا گیا تھا۔

افتتاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیات پر تیار کی جانے والی نمائش کا باقاعدہ افتتاح 23 مارچ کو صبح ساڑھے دس بجے مکرم امیر صاحب جماعتہائے احمدیہ کینیڈا کی نمائندگی میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب، مشنری انچارج و نائب امیر کینیڈا نے فیتہ کاٹنے کے بعد دعا سے کیا۔ اس کے بعد آپ نے مکرم ہادی علی چوہدری صاحب (پرنسپل جامعہ) اور اساتذہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کی معیت میں نمائش ملاحظہ کی۔ دورانِ ملاحظہ ہر بینر پر موجود جامعہ کے طلبا بڑی مہارت سے اس کا تعارف پیش کرتے رہے۔ بعدازاں سب طلبا اور اساتذہ جامعہ کے ہال میں اکٹھے ہوگئے جہاں یومِ مسیح موعود علیہ السلام کی مناسبت سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

یہ نمائش 23 مارچ تا 28 مارچ 2016ء چھ دن جاری رہی۔ احباب وخواتین اور فیمیلیز کے لئے الگ الگ اوقات مقرر کئے گئے تھے۔ ان اوقات میں سولہ سو سے زائد احباب وخواتین نے فائدہ اٹھایا اور تبلیغ کا بھی مؤثر ذریعہ رہی۔

دیگر ایام میں بھی مختلف اہم جماعتی مواقع پر احباب وخواتین اس نمائش سے مستفید ہوتے رہے۔ چنانچہ نیشنل اجتماع خدام الاحمدیہ کینیڈا، واقفین نو امریکہ کا دورہ کینیڈا اور نیشنل مجلس شوریٰ کے مواقع پر دور دراز سے آئے ہوئے نمائندوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

گزشتہ سال کی طرز پر یہ بینرز جامعہ میں احباب کے استفادہ کے لیے ایک عرصہ تک آویزاں رہیں گے۔ اور احباب مختلف اہم جماعتی مواقع پر اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ انشاءاللہ

تیاری نمائش

جامعہ احمدیہ کینیڈا کی روز مرہ کی تدریس اور معمولات کے ساتھ ساتھ اس نمائش کی منصوبہ بندی اور تیاری کا کام مہینوں جاری رہا۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کی موسمِ گرما کی تعطیلات کے دوران، ماہ جولائی اور اگست 2015ء میں نمائش کمیٹی نے متعدد میٹنگز کیں اور ایک باقاعدہ لائحہ عمل تیار کیا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو مختلف موضوعات اور اَدوار میں تقسیم کیا گیا تاکہ ان موضوعات کے مطابق مواد کو تیار کیا جا سکے۔ ماہ ستمبر کے دوسرے عشرہ میں جامعہ احمدیہ کینیڈا میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کے موقع پر مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے اس نمائش کا باقاعدہ اعلان کیا اور جامعہ احمدیہ کے جملہ طلبا کو 6 گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ہر گروپ کا ایک استاد نگران تھا جس کی راہنمائی میں متعلقہ گروپ نے مفوضہ موضوع پر تحقیق کرنے کے بعد بڑی محنت سے مواد تیار کیا۔

دوسرے مرحلہ میں یہ تمام تر مواد مکرم پرنسپل صاحب کی منظوری کے بعد ایڈیٹنگ ٹیم کے سپرد کیا گیا۔ عزیزم صباحت علی طالبِ علم درجہ رابعہ کی معاونت میں اس ٹیم نے شب و روز محنت کر کے تمام مواد کی جانچ پڑتال کی، اصل مأخذ سے حوالوں کی تصدیق کی، الفاظ اور جملوں میں نکھار پیدا کیا، ہر بینر کے سائز کے مطابق الفاظ کا تعین کیا اور پھر اس مواد کو Transliteration کے اصولوں کے مطابق ڈھالا۔

تیسرے مرحلہ میں اس تیار شدہ مواد کو گرافکس ٹیم کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ مکرم فرحان نصیر صاحب لائبریرین جامعہ احمدیہ کی نگرانی میں اس ٹیم نے ہر بینر کے موضوع، سائز اور مواد کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف گرافکس کو ڈیزائن کیا۔ اسی طرح عزیزم فرہاد غفار طالب علم درجہ سادسہ کی معاونت میں تصاویر اور خطاطی کی مدد سے مواد کو بہترین اور دلکش انداز میں قارئین کے لئے آسان انداز میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ بعدازاں بینرز مکمل تیار ہونے کے بعد پرنٹنگ کے لئے بھجوا دیئے گئے۔

اس نمائش کی مناسبت سے جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم عزیزم مستجاب قاسم درجہ اولیٰ نے ایک خصوصی لوگو (Logo) تیار کیا، جس کے اندر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا تھا اور اس کے اردگرد گولائی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر درج تھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِی ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

اس نمائش کا ایک خاص پہلو یہ بھی تھا کہ اس میں جامعہ احمدیہ کے طلباء نے بڑے شوق اور محنت سے اسلامی طرز تحریر کو مختلف انداز میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلقہ آیاتِ قرآن اور مختلف اشعار کو خطاطی کی صورت میں بینرز کی زینت بنایا۔

اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے مختلف سائزوں کے 23 بینرز تیار کئے گئے۔ ہر بینر کی چوڑائی 4 فٹ تھی جب کہ لمبائی مختلف تھی۔ زیادہ سے زیادہ ایک بینر 25 فٹ لمبا تھا۔ ہر بینر اپنے متعلقہ موضوع کی مناسبت سے آیاتِ قرآنیہ، اشعار، اقتباسات از تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور تصاویر سے مزیّن تھا۔ جس کے انتہائی بالائی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے قرآنی آیات کی خطاطی کی ہوئی تھی، بائیں طرف لوگو (Logo) اور اس کے نیچے بینر کا عنوان اور اس کا مختصر تعارف تحریر کیا گیا تھا۔

اس نمائش میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی، اردو اور فارسی منظوم کلام فی مدح رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، اسماء مبارکہ، خطبہ حجۃ الوداع، توحید کے علمبردار، امن و آشتی کے پیکر جیسے موضوعات پر نسبتاً چھوٹے بینرز تھے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے مختلف اقتباسات بھی پوسٹرز کی صورت میں شاملِ نمائش تھے۔

بعض بینرز کا تعارف

ذیل میں بڑے بینرز کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

☆ 25 فٹ لمبے اس بینر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے اہم حالات واقعات کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔ شجرہ نسب، تعارف، ازواجِ مطہراتؓ و مبارک اولادؓ، شجرہ نسب، اولادؓ اور ازواج مطہراتؓ کا مختصر تعارف اور بعض ضروری کوائف

☆ توریت، انجیل، ہندو اور زرتشتی صحائف سے پیشگوئیاں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کے نزول کا آغاز، مکہ میں آپؐ کی مخالفت کا آغاز، اسلام کی تبلیغ کا آغاز۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام۔

☆ مستشرقین کی کتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اقتباسات۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی اور مدنی دور کی ترقیات اور حالات کی جھلکیاں اور دونوں ادوار کا تقابلی جائزہ۔

☆ غزوات النبیؐ۔ کل چھ غزوات کی مع نقشہ جات و کیفیات مکمل تفصیل۔

☆ ہجرتِ مدینہ کا راستہ مع دیگر تفصیلات۔

☆ عورتوں سے حسنِ سلوک کے حوالہ سے احادیث، واقعات اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

☆ خطوط لکھنے کی غرض، چھ خطوط کی تفصیل، مہرِ نبوت کی تفصیل اور اس کا عکس۔

☆ آپؐ کا اسوہ ہر طبقہ فکر اور انسان کی ہر حیثیت میں ایک کامل اور مکمل نمونہ۔

☆ پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور، آپؑ کی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدمات، خلافتِ احمدیہ خصوصاً خلافتِ خامسہ میں اس حوالہ سے کوششیں اور تحریکات۔

☆ خانہ کعبہ، غارِ حرا، صفا و مروہ، غارِ ثور، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش، مسجد نبوی، جنت البقیع، مسجد قبا اور مسجد قبلتین کا تعارف۔ مناسکِ حج کی تفصیل معہ نقشہ۔

☆ تعارف: خلفائے راشدین، 18 کبار مہاجرین صحابہؓ، 9 کبار انصاری صحابہؓ، 15 صحابیاتؓ۔

☆ فہرست اسماء: عشرہ مبشرہ، کاتبینِ وحی، مہاجرین حبشہ، بدری صحابہؓ۔

اس نمائش میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق Virtual Tours کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جس کے لئے دو بڑی ٹچ سکرینز جامعہ احمدیہ کے آڈیٹوریم میں موجود تھیں اس کے علاوہ 3D Oculus رکھی گئی تھی جس کی مدد سے مہمانوں کو مقدس مقامات کی سیر اور تعارف کرایا جاتا، جس کو مہمانوں نے بہت پسند کیا۔

اس کے علاوہ آڈیٹوریم میں ایک طرف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شائع شدہ کتب رکھی گئیں تھیں، مہمانوں کو ان کتب کا تعارف کرایا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ آڈیٹوریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے نظمیں اور Documentaries پیش کی جاتی رہیں۔

نمائش کے کام کو بہتر اور احسن رنگ میں بجالانے کے لئے جامعہ احمدیہ کے طلباء اور اساتذہ کی مختلف ڈیوٹیاں بھی لگائی گئی تھیں۔ جملہ طلباء کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ تین گروپس نمائش کے دنوں میں باری باری ہر بینر پر ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے اور آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ ہر بینر کی تفصیلات سے ان کو آگاہ کرتے رہے۔

چوتھے گروپ نے نمائش کے لئے آنے والے مہمان بچوں کے لئے اس نمائش پر مبنی خصوصی سوالنامے بچوں کی عمر کے مطابق تیار کئے ہوئے تھے۔ یہ سوال نامہ بچوں کو ابتدا میں ہی دے دیا جاتا جس میں مندرج سوالات کے جوابات دوران ملاحظہ نمائش بچے تلاش کرتے جاتے اور اس طرح ان کی دلچسپی بھی قائم رہتی۔ آخر پر ایک ٹیم ان کے جوابات کو چیک کرتی اور درست ہونے پر ان کو چاکلیٹ بار دیا جاتا۔

نمائش کو بھرپور طریقے سے احباب جماعت تک پہنچانے کے لئے خاص تشہیری مہم بھی چلائی گئی جس کے لئے مساجد میں اور نماز سینٹرز میں اعلانات کرانے کے ساتھ ساتھ پوسٹرز آویزاں کئے گئے۔ علاوہ ازیں احمدیہ گزٹ میں اعلان بھی شائع کروایا جاتا رہا۔ الیکٹرونکس میڈیا کو بروئے کار لاتے ہوئے Twitter اور Promotional Videos کے ذریعہ سے بھی اس نمائش کی بھرپور تشہیر کی گئی۔ اس کے علاوہ Peace Village اور مختلف نماز سینٹرز میں فلائرز کی تقسیم بھی اس تشہیری مہم کا ایک اہم حصہ رہی۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اساتذہ اور طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا کی کوششوں کو قبول فرمائے، صلاحیتوں کو جِلا بخشے، خلافت کا سچا وفادار بنائے رکھے اور ہماری طرف سے پیارے حضور کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔ آمین

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولوی برکت علی انعام صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں محترم مولوی برکت علی انعام صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ مکرم محمد اسماعیل صاحب کے بیٹے اور حضرت نظام دین صاحبؓ کے پوتے تھے۔ کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قریباً سترہ سال کی عمر میں فوج میں بھرتی ہوگئے۔ اس دوران اٹلی جاکر سپورٹس کوچنگ کا کورس بھی کیا۔ صوبیدار کے طور پر متعین تھے جب آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی۔ لاہور میں پولیس انسپکٹر کی ملازمت کی پیشکش قبول کرنے کی بجائے آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہا اور حفاظتِ مرکز کے لئے قادیان آگئے۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم محمد یوسف صاحب درویش پہلے ہی قادیان آچکے تھے۔ آپ کی روانگی کے وقت والدہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تو آپ کے والد صاحب نے اپنی اہلیہ کو سمجھایا کہ اگر مرکز کی حفاظت کے لئے میری ضرورت پڑی تو مَیں بھی چلا جاؤں گا اور پیچھے بچوں کو تم سنبھالو گی۔

محترم مولوی برکت علی صاحب چونکہ فوجی تجربہ کار اور بہادر نوجوان تھے اس لئے مخدوش حالات میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو مختلف دفاتر میں بھی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ نائب ناظر امور عامہ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ لمبا عرصہ افسر سپورٹس رہے۔ فٹ بال، والی بال، کبڈی، ہاکی کے بہترین کھلاڑی تھے۔ احمدی نوجوانوں کے ساتھ قادیان اور گردونواح کے غیروں کو بھی گیموں کی ٹریننگ دیتے رہے اور اپنے رسوخ اور دانشمندی سے غیرمسلم طبقہ سے جماعتی تعلقات استوار کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہنس مکھ، ملنسار ہر ایک سے محبت پیار کرنے والے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے جن درویشوں کو مولوی کا خطاب دیا تھا آپ اُن میں سے ایک تھے۔

آپ کی پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کی فیملی قادیان نہ آسکی تو آپ نے حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی اجازت سے دوسری شادی مکرم عبدالرحیم صاحب آف مدراس کی بیٹی مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ سے 1953ء میں کی جن سے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ سب بچے شادی شدہ ہیں۔

محترم برکت علی صاحب اپنے بیٹوں کے پاس امریکہ میں مقیم تھے اور وہیں 31رمئی 2007ء کو بعمر 89 سال وفات پاگئے۔ جنازہ قادیان لایا گیا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ درویشان میں تدفین ہوئی۔ اس موقعہ پر کافی تعداد میں غیرمسلم افراد بھی شامل ہوئے۔

....

محترم مولوی سراج الحق صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں مکرم قمرالحق صاحب نے اپنے والد محترم مولوی سراج الحق صاحب درویش ولد محترم منشی حضرت عبدالحق صاحبؓ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم مولوی سراج الحق صاحب 10رجون 1929ء کو پیدا ہوئے۔ جب آپ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے حفاظت مرکز کے لئے تشریف لائے تو عمر قریباً 17 سال تھی۔ بطور درویش اپنی تعلیم قادیان میں مکمل کرکے بطور مبلغ آپ نے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ کئی مقامات پر نہایت احسن رنگ میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ بعدازاں انسپکٹر بیت المال برائے جنوبی ہند مقرر ہوئے اور ریٹائرمنٹ سے قبل لمبے عرصہ تک مختار عام جائیداد صدر انجمن احمدیہ (حیدرآباد) کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حیدرآباد کی جائیدادوں (بیت الارشاد اور انور منزل) کے مقدمات میں کامیابی کے لئے آپ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ احمدیہ جوبلی ہال کی دوبارہ تعمیر اور مدراس کے مشن ہاؤس کی تعمیر بھی آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ نیز ’’الحق بلڈنگ ممبئی‘‘ کے مقدمہ میں کئی سال تک آپ پیروی کرتے رہے۔ آپ ناظم انصاراللہ صوبہ آندھراپردیش کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے اور اپنی محنت لگن اور کاوشوں سے جماعتوں میں ایک نئی رُوح پھونکی۔

آپ کی شادی 1955ء میں حیدرآباد کے ایک معزز خاندان میں محترم میر احمد علی صاحب مرحوم کی بیٹی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تین لڑکیوں اور ایک لڑکے سے نوازا۔ آپ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔

محترم مولوی سراج الحق صاحب نے 17مئی 2006ء کو بعمر 78 سال حیدرآباد میں وفات پائی۔ آپ موصی تھے۔ قطعہ درویشان بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجدگزار، مخلص، تلاوت باقاعدہ کرنے والے، بہت ملنسار اور اپنوں و غیروں میں یکساں مقبول تھے۔ چنانچہ حیدرآباد میں کثیر تعداد میں غیراحمدی بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔

....

محترم شیر احمد خان صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں حضرت سید احمد نور صاحب کابلیؓ کے نواسے محترم شیر احمد خان صاحب ولد محترم خان میر صاحب (محافظ خاص حضرت مصلح موعودؓ) کے خودنوشت حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ مَیں افغانستان کا رہنے والا تھا۔ میرے والد صاحب نے ہجرت کرکے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد میں مَیں قریباً چار سال کا تھا جبکہ اپنی والدہ اور ماموں گُل نور صاحب کے ہمراہ ہجرت کرکے قادیان آگیا۔ ایک دو سال میں حضرت مصلح موعودؓ نے پرورش کی کیونکہ میری والدہ صاحبہ اُن کے ہاں خدمت کرتی تھیں۔ بعد میں مَیں تعلیم حاصل کرنے لگا، پرائمری پاس کی۔ پھر مدرسہ احمدیہ میں تین سال پڑھتا رہا۔ اس کے بعد مالی کمزوری کی وجہ سے پڑھنا چھوڑ دیا اور چار سال سٹار ہوزری میں کام کیا۔ افسوس بیمار ہوگیا۔ دو سال کے بعد میرے والد صاحب نے چائے اور مٹھائی کی دکان کھولی۔ اس دوران رات کو پہرہ دینے کی ڈیوٹی بھی دیتا رہا۔ الیکشن میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پھر تقسیم کا عمل شروع ہوا تو مہاجرین کی خدمت کا بہت موقع ملا۔ پھر حضورؓ کی تحریک پر حفاظت مرکز کے لئے نام دے دیا۔ درویشی کے دور میں قادیان میں بہشتی مقبرہ کی دیوار اور مکانات تعمیر کرتا رہا اور سبزیوں کو پانی بھی دیتا رہا۔ مَیں پہلے نمازوں میں سست تھا اور روزہ کی بھی عادت نہ تھی۔ اب تہجد اور روزہ اور نمازیں خوب ادا کرتا ہوں۔

محترم شیر احمد خان صاحب درویش کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ آپ کی وفات 5 مارچ 1979ء کو ہوئی۔

....

محترم غلام حسین صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں مکرم فیاض احمد صاحب نے اپنے والد محترم غلام حسین صاحب درویش کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم غلام حسین صاحب ابن مکرم نظام دین صاحب قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے چار بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ گو آپ کو اسکول جانے کا موقعہ نہیں ملا تھا مگر تعلیم کے حصول کی شدید خواہش تھی۔ آپ نے اپنے ذاتی شوق اور لگن سے قرآن مجید پڑھنا سیکھا اور قرآن مجید کی تلاوت سے آپ کو خاص عشق تھا۔ عموماً فرض نمازوں کے بعد مسجد میں اور نماز فجر کے بعد گھر آکر تلاوت کیا کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے حصول کے لئے آپ نے خاص محنت کی۔ گھر میں ناشتہ اُسی بچہ کو ملتا جو قرآن مجید کی تلاوت کرلیتا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ درویشان قادیان میں شامل ہوئے اور ابتدائی زمانہ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی حفاظت فرمائی۔

آپ کے اندر خلیفہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بہت متوکّل تھے۔ زندگی انتہائی سادہ تھی۔ ساری زندگی قناعت سے گزاری۔ تبلیغ کا خاص شوق تھا۔ صدرانجمن کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد 1983ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے ارشاد کے مطابق تبلیغ کے لئے خود کو پیش کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ 1989ء میں آپ کے بیٹے مکرم ممتاز احمد صاحب کو دہشت گردوں نے شہید کردیا تھا۔ نوجوان بیٹے کی وفات پر آپ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔ آپ کے بیٹے مکرم مختار احمد صاحب فوج میں اعلیٰ درجہ کے رینک تک پہنچے اور صدر جمہوریہ ہند کے دستخط سے ’’آنرشپ ایوارڈ‘‘ سے بھی انہیں نوازا گیا۔

آپ کو اکثر سچے خواب آیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں کمزوری کے باوجود کوشش کرکے پنج وقتہ نمازیں مسجد میں ادا کرتے تھے۔ آپ کی وفات 14رمارچ 2004ء میں ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ درویشان میں عمل میں آئی۔ آپ کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

....

محترم مستری ہدایت اللہ صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں محترم مستری ہدایت اللہ صاحب درویش کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ صوم صلوٰۃ کے پابند، نیک مخلص اور محنتی تھے۔ آپ کی شادی استانی ربیعہ خانم صاحبہ آف گجرات سے ہوئی تھی جن کے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی تھی جو چھوٹی عمر میں فوت ہوگئی۔ پہلی بیوی کے فوت ہونے پر آپ نے دوسری شادی کی جس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ آپ نے ان بچوں کی تربیت بڑے پیار اور احسن طریق سے کی۔ آپ نے 3 جولائی 1981ء کو وفات پائی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔

....

محترم شیخ غلام جیلانی صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں محترم شیخ غلام جیلانی صاحب (آف موضع ساماں ضلع کیمبل پور) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ بھی ابتدائی درویشان میں سے تھے۔ نہایت صوفی منش بزرگ تھے۔ بہت ہی کم گو اور تنہائی پسند تھے۔ جب تک حرکت کے قابل تھے مسجد مبارک کا ایک کونہ ہمیشہ آباد رکھا۔ دعاؤں اور وظائف میں بہت شغف تھا۔ آپ کی وفات 16 مئی 1965ء کو بعمر 85 سال قادیان میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

....

محترم مولانا شریف احمد امینی صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء)

میں محترم مولانا شریف احمد امینی صاحب ولد سیٹھ محمد ابراہیم صاحب کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم شریف احمد امینی صاحب 19رنومبر 1917ء کو بمقام بنگہ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ 1934ء میں میٹرک پاس کرکے قادیان آگئے اور یہاں مولوی فاضل جامعہ احمدیہ کی درجہ رابعہ مبلغین کلاس 1938ء میں پاس کی اور 1942ء میں ایف اے انگریزی بھی پاس کرلیا۔ پھر آپ جامعہ احمدیہ میں بطور مدرس مقرر ہوئے۔ آپ انگریزی، عربی، اردو، پنجابی زبان میں بڑی عمدگی کے ساتھ تقاریر کیا کرتے تھے۔ مذاہب عالم پر بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ اسلامیات کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ 1947ء سے ممبر صدرانجمن احمدیہ، نائب ناظر تعلیم، نائب ناظر اعلیٰ کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کو 1951ء میں میدان تبلیغ میں بھجوایا گیا اور آپ نے ہندوستان کی بڑی جماعتوں حیدرآباد، ممبئی، کولکتہ، مدراس میں جنوری 1951ء سے فروری 1977ء تک تبلیغی وتربیتی خدمات کی توفیق پائی۔ بعدازاں مرکز قادیان میں آپ کو بطور نائب ناظر دعوت وتبلیغ اور بطور ناظر امور عامہ خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ پھر 1984ء سے 1986ء تک کبابیر فلسطین میں بطور مبلغ خدمت بجالائے۔ وہاں سے واپس آکر نظارت دعوت وتبلیغ میں بطور ایڈیشنل ناظر خدمات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14راکتوبر 2011ء میں مکرم ناصر احمد سیّد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جو مجھ سے مانگنے میں کوئی بھول ہو جائے
ترے لبوں سے دعا وہ قبول ہو جائے
رہے جو آنکھ میں تو اشک ایک کانٹا ہے
اُبل پڑے تو وہی اشک پھول ہو جائے
عجب بہار ہے تیرے خیال والوں پر
مجال دل کو نہیں یہ ملول ہو جائے
تری کتاب کے سارے ورق گلابی ہیں
جہاں سے کھول لو خوشبو وصول ہو جائے
کشش ہی اَور ہے تیری غزال آنکھوں کی
یہ روح آپ ہی ان میں حلول ہو جائے
میں اَور مانگوں کیا اس نخلِ آرزو کے لئے
تمہارے قرب کا مجھ کو حصول ہو جائے

بجالاتے رہے۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے جیّد عالم، بہت سی خوبیوں کے مالک اور خوش بیان مقرر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپ کی وفات 22/فروری 1990ء کو ہوئی۔

محترم بشیر احمد مہار صاحب

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم چودھری رفیع احمد گجراتی صاحب نے اپنے سسر محترم بشیر احمد صاحب مہار کا ذکرخیر کیا ہے۔ آپ کی خودنوشت سوانح سے اختصار قبل ازیں 2/دسمبر 2005ء کے اخبار کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں کیا جاچکا ہے۔ کچھ اضافی امور ذیل میں پیش ہیں۔

محترم بشیر احمد مہار صاحب تہجد گزار، خاموش طبع اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے۔ زمانہ درویشی نہایت صبر و استقامت وقناعت کے ساتھ گزارا۔ اپنی زندگی میں ہی آبائی جائیداد کی تشخیص کروا کے حصہ جائیداد ادا کردیا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص لحن عطا فرمایا تھا۔ بلند آواز اور خوش الحانی سے اذان دیا کرتے تھے جسے سن کر نمازی خودبخود مسجد کی جانب گامزن ہوجاتے تھے۔ دفتری اوقات کے بعد آپ نے ذریعہ معاش کے لئے بھینسیں پالی ہوئی تھیں۔ بہت ایماندار تھے اور علاقہ بھر میں خالص دودھ فروخت کرنے والوں میں آپ کا شہرہ تھا۔ آپ کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ پانچوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں جبکہ بیٹا ذہنی طور پر ٹھیک نہیں تھا جو گم ہوگیا اور پھر اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

محترم بشیر احمد مہار صاحب بعمر 84 سال 13/نومبر 2008ء کو قادیان میں وفات پاگئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ درویشان میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم مولانا عبدالحق فضل صاحب

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم فاروق احمد فضل صاحب مربی سلسلہ کے قلم سے اُن کے والد محترم عبدالحق فضل صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ کا مختصر تذکرہ قبل ازیں 27/اکتوبر 2006ء کے شمارہ کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں کیا جاچکا ہے۔

محترم مکرم عبدالحق صاحب فضل موضع گنج ضلع سیالکوٹ میں احمد دین صاحب کے ہاں 4اپریل 1924ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے پانچ بھائی اور ایک بہن تھی۔ نوجوانی میں ہی ایک احمدی دوست سے احمدیت کی سچائی آپ پر کھل گئی اور 1946ء میں آپ نے باقاعدہ بیعت کرلی۔ اس کے نتیجہ میں شدید مخالفت ہوئی۔ لیکن آپ ہر مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے تبلیغ بھی کرتے رہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے اور یہیں کچھ عرصہ دعا کی غرض سے رک گئے۔ اسی دوران تقسیم ہند ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر آپ نے حفاظت مرکز کے لئے لبّیک کہہ دیا۔

آپ شروع سے علم دوست آدمی تھے۔ جب حالات کچھ بہتر ہوئے تو آپ نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور لمبا عرصہ میدان تبلیغ میں گزارا۔ تقریر اور تحریر کا عمدہ ملکہ رکھتے تھے اور ان دونوں ذرائع کو تبلیغ و تربیت کے لئے استعمال کیا۔ آپ نہایت ملنسار اور خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ عزیز و اقارب کا خیال رکھنے والے تھے۔ مشکل حالات کے باوجود پاکستان میں اپنی والدہ اور بہن بھائیوں سے ملنے جاتے اور ان کو تبلیغ بھی کیا کرتے تھے۔

آپ کی شادی محترم قاضی ظہیرالدین صاحب عباسی ساکن یوپی کی بیٹی سے 1952ء میں ہوئی۔ آپ کی چھ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دونوں بیٹے اور پانچوں داماد سلسلہ کے خادم ہیں۔ آپ کو قادیان سے عشق تھا اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ آپ کی اولاد بھی قادیان میں رہ کر خدمت دین کرنے والی ہو۔

قریباً 30 سال میدان تبلیغ میں بہترین خدمات بجا لانے کے بعد 1982ء میں آپ کو قادیان بلالیا گیا۔ یہاں آپ ایک لمبا عرصہ بطور استاد جامعہ احمدیہ، ایڈیٹر بدر اور زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ کے طور پر خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ نہایت شفیق اور محنتی استاد تھے۔ 13 مئی 1993ء کو قادیان میں آپ کی وفات ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

محترم مولانا عبدالحق صاحب کو اللہ تعالیٰ پر بے انتہا توکّل تھا اور مخالفت سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ ایک بار دارالعلوم دیوبند بھی بغرض تبلیغ تشریف لے گئے۔ اسی طرح ایک جگہ غیر احمدی مولوی نے لاجواب ہوکر کہا کہ اگر مسیح موعودؑ کا دعویٰ سچا ہے تو فلاں آم کے درخت میں میٹھے آم لگا کر دکھائیں۔ احمدیوں نے بتایا کہ اس درخت میں تو آج تک کبھی میٹھے آم نہیں لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری عزت کی خاطر اس میں میٹھے پھل لگا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگلے سال جو پھل آیا وہ میٹھا تھا۔

محترم حاجی منظور احمد صاحب

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم حاجی منظور احمد صاحب درویش کے خودنوشت حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔

آپ موضع چانگریا ضلع سیالکوٹ میں 1929ء میں حضرت نظام الدین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ بھی صحابیہ تھیں۔ آپ چار بھائی اور ایک بہن ہیں۔ آپ نے ساتویں کلاس سے پڑھائی چھوڑنے کے بعد جموں میں اپنے بڑے بھائی کے پاس 1942ء تا 1947ء فرنیچر کا کام سیکھا۔ قبولِ احمدیت کے نتیجہ میں آپ کے والد محترم کو جو تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ اُن کو سُن کر آپ میں بھی روحانی جوش پیدا ہوتا اور اسی جذبہ کے تحت آپ نے زندگی وقف کردی۔ مارچ 1947ء میں حالات کی سنگینی کے پیش نظر آپ اپنی جماعت کے پانچ خدام کے ساتھ قادیان ڈیڑھ ماہ کے لئے آئے لیکن قریباً چار ماہ تک آپ کو رُکنا پڑا۔ جولائی 1947ء میں آپ واپس گاؤں چلے گئے تو فسادات کے دوران کئی لوگوں کی جان بچانے کی توفیق پائی۔ اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر حفاظتِ مرکز کے لئے خود کو پیش کردیا۔ اُن دنوں سیلاب سے راستہ بہت خراب تھا چنانچہ کئی دنوں میں کئی میل کا سفر پیدل کرکے اور بعض جگہ گہرے پانی میں سے گزر کر لاہور میں رتن باغ پہنچے جہاں حضورؓ کا قیام تھا۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ اُن دنوں حضورؓ نماز پڑھاتے تو اس قدر گریہ وزاری ہوتی کہ بعض دفعہ لوگ سڑک پر رُک کر پوچھتے کہ اندر کیا ہوگیا ہے۔ رتن باغ کے اردگرد حفاظتی نقطہ نگاہ سے خدام کی ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں۔ ایک رات خاکسار ڈیوٹی دے رہا تھا کہ آدھی رات کو کسی کی آہٹ سنائی دی لیکن باڑھ کی وجہ سے آدمی نظر نہیں آرہا تھا۔ خاکسار نے زور سے کہا: کون ہے؟ کھڑے ہوجاؤ۔ اس پر آواز آئی، مرزا محمود احمد!۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ یہ آواز سن کر اور پہچان کر خاکسار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ میں نے یہ کیا گستاخی کی ہے۔ حضورؓ قریب تشریف لائے خاکسار کا اور جماعت کا نام دریافت فرمایا اور پھر فرمایا: ہاں چانگریا کی جماعت پرانی جماعت ہے اور مَیں اچھی طرح جانتا ہوں۔

آپ مزید بیان فرماتے ہیں کہ حضورؓ اس بات کے لئے بہت پریشان تھے کہ قادیان سے بوڑھے بچے آرہے ہیں لیکن قادیان کی حفاظت کے لئے خدام نہیں جا پا رہے۔ ایک قافلہ کے ساتھ ہم چند خدام نے پاکستان سے ہندوستان جانے کی کوشش کی تو واہگہ بارڈر پر قافلہ والوں نے شور مچادیا کہ یہ مسلمان ہیں۔ خداتعالیٰ نے خاص اپنے فضل سے ہم سب خدام کی جان کی حفاظت فرمائی۔ آخر بڑی کوشش کے بعد دس ٹرک اس بات پر راضی ہوئے کہ لاہور سے غیرمسلموں کے کیمپ سے اُن کے ہمراہ بیس خدام کو بھی لے جائیں گے۔ چنانچہ ہم 20 خدام کو فجر کی نماز میں تیار ہوکر آنے کا آرڈر ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نماز کے بعد باغ کے ایک حصہ میں جانے والے خدام سے تعارف کیا اور مصافحہ اور معانقہ کیا۔ پھر بڑی پُرجوش تقریر فرمائی کہ آپ لوگ کسی میلے میں نہیں جارہے بلکہ ایسی جگہ جارہے ہیں جہاں پر تمہارے چاروں طرف دشمن ہوگا اور آپ کو ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ ممکن ہے آپ کو بھوکا رہنا پڑے اور اگر کھانے کو ملے تو پیشاب پاخانہ بھی وہیں کرنا پڑے کیونکہ باہر تو آپ لوگ نہیں جاسکتے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر تیار ہیں تو بہتر ورنہ ایمانداری سے کہہ دو کہ ہم ان تکالیف کو برداشت نہیں کرسکتے۔ مجھے ایسے خادم پر کوئی افسوس نہیں ہوگا اور اس کی جگہ دوسرا خادم چلا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی وہاں جاکر واویلا مچائے کہ ہمیں کس مصیبت میں ڈال دیا ہے ہمیں واپس بھیج دیں اور واپس آنے کی کوشش کرے تو ایسے خادم کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ خدام نے عرض کی حضور! ہم تمام قربانیوں کے لئے تیار ہیں۔ اس پر حضور نے بڑی پُرسوز دعا کروائی اور خداحافظ فرمایا۔ ٹرک رتن باغ سے نکل کر ریفیوجی کیمپ پہنچے اور چند منٹوں میں ہی غیرمسلم افراد سے بھر گئے اور ہم خدام بھی انہیں میں گم ہوگئے۔ مغرب کے بعد ٹرک امرتسر پہنچے تو رات ہی ہم ایک ٹرک میں بٹالہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قادیان جانے والی سڑک تخریب کاروں نے گڑھے کھود کر بند کردی ہے۔ چونکہ ہمارے ساتھ قادیان کے دو چار خدام تھے جنہیں قادیان جانے کے سارے راستے معلوم تھے۔ چنانچہ وہاں سے لمبے کچے فاصلے طے کرکے بڑی مشکل سے رات گیارہ بجے قادیان کے باہر پہنچ گئے۔ قادیان میں کرفیو لگا ہوا تھا۔ صبح سے ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔ راستہ میں اس قدر لاشیں تھیں کہ خدا کی پناہ۔ بدبو سے دماغ پھٹا جارہا تھا۔ اگلے دن جب کرفیو میں ڈھیل ملی تو چند خدام احمدیہ محلّہ سے چائے اور روٹی لے کر آئے۔

محترم حاجی منظور احمد صاحب کو بہشتی مقبرہ کی چاردیواری کی تعمیر میں دیگر درویشان کے ہمراہ خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح قادیان سے جماعتی کتب کو بحفاظت ربوہ پہنچانے میں بھی آپ کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ منارۃ المسیح پر سنگ مرمر چڑھانے کے کام کی نگرانی کی توفیق بھی ملی۔ نیز سرینگر، جموں اور مسکرا میں احمدیہ مساجد کی تعمیر میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔

آپ کی شادی مسکرا ضلع حمیرپور (یوپی) کے مکرم نثار احمد صاحب کی دختر سے ہونا تھی۔ کسمپرسی کا یہ عالم تھا کہ ایک سنار سے اُدھار ایک دو زیور بنوالئے۔ ایک درویش بھائی نے اپنی پگڑی دی اور دوسرے نے اپنی شیروانی دی۔ اور آپ 1952ء میں اکیلے ہی قادیان سے یوپی جاکر اپنی اہلیہ کو ہمراہ لے آئے۔ اس شادی سے آپ کے ہاں چھ لڑکے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

(نوٹ: آپ کی وفات یکم مئی 2015ء کو بعمر 85 سال ہوئی)۔

محترم الحاج عبدالقادر صاحب دہلوی

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم الحاج عبدالقادر دہلوی صاحب ولد حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم صاحبؓ کے خودنوشت حالات زندگی شائع ہوئے ہیں۔ آپ کے حالات زندگی قبل ازیں 4/جون 2004ء کے اخبار کے ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بن چکے ہیں۔ چند اضافی امور ذیل میں پیش ہیں:

محترم عبدالقادر دہلوی صاحب مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل تھے۔ جنگ عظیم کے دوران فوج میں خدمت کی اور کئی بیرونی ممالک میں جانے کا موقع ملا۔ خوب تبلیغ کی توفیق بھی پائی۔ قبولیتِ دعا کے کئی معجزات دیکھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد فوج سے فراغت لی اور حضرت مصلح موعودؓ کی حفاظتِ مرکز کی تحریک پر لبّیک کہنے کی توفیق پائی۔ ابتدا میں آپ کو درویشان کی نگرانی کے لئے اپنے حلقہ کا جنرل سیکرٹری بنایا گیا اور ان درویشوں کو مصروف رکھنے کے لئے کام بانٹنے کی ذمہ داری دی گئی۔ ابتدائی زمانۂ درویشی میں دیہاتی مبلغین کلاس میں ہفتہ میں ایک بار موازنہ مذاہب پر آپ کا لیکچر ہوتا تھا۔

اللہ کے فضل سے آپ کو 1969ء میں حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے بطور ناظم جائیداد و تعمیرات، آڈیٹر، محاسب، سیکرٹری بہشتی مقبرہ اور مختلف نظارتوں میں فرائض سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین لڑکے چار لڑکیاں عطا کیں۔

(نوٹ: آپ کی وفات 10 جنوری 2015ء کو بعمر 97 سال ہوئی)۔

محترم چودھری عبدالسلام صاحب

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم چودھری عبدالسلام صاحب درویش کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔ آپ کا ذکرخیر قبل ازیں 6/فروری 2009ء کے اخبار کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شائع ہوچکا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 ستمبر 2011ء میں دنیا بھر میں احمدیوں پر ہونے والے انسانیت سوز مظالم کے حوالے سے مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

گِلا ہے نہ شکایاتِ ستم ، ہم صبر کرتے ہیں
وقارِ صبر کی ہم کو قسم ، ہم صبر کرتے ہیں
سوا سو سال میں ہم پر جو گزری دشتِ غربت میں
ہے ورقِ جاں پہ اشکوں سے رقم ، ہم صبر کرتے ہیں
مورّخ جب ہمارے عہد کی تاریخ لکھے گا
تو خوں اُگلے گا کاغذ پر قلم ، ہم صبر کرتے ہیں
رضا محبوب کی اپنی رضا جب سے بنا لی ہے
اسی خواہش میں ہر خواہش ہے ضم ، ہم صبر کرتے ہیں
بہت جلتا ہے جب سینہ ، بہت جب دل سُلگتا ہے
تو کر دیتے ہیں سر سجدے میں خم ، ہم صبر کرتے ہیں
قناعت ہو سخاوت ہو کہ ضبط و بُردباری ہو
ہیں حرفِ صبر میں سارے بہم ، ہم صبر کرتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

August 05, 2016 – August 11, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 05, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 103-109 with Urdu translation.
00:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 35.
00:55	Inauguration Crawley Masjid: Recorded on January 18, 2014.
02:20	Spanish Service
02:55	Pushto Service
03:05	Annual Sports Rally
03:45	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Imran, verses 194-201 and Surah An-Nisaa, verses 1-2 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on April 06, 1995.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 130.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 110-117 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 36.
07:00	IAAAE European Symposium: Recorded on February 22, 2014.
07:45	In His Own Words
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on July 30, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Yoonus, verses 45-76.
13:50	Seerat-un-Nabi: Discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) on the topic of 'Trust on Allah'.
14:35	Shotter Shondhane
15:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00	World NEws
20:20	IAAAE European Symposium [R]
21:05	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday August 06, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:10	IAAAE European Symposium
02:10	Friday Sermon: Recorded on August 05, 2016.
03:20	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 131.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 118-125 with Urdu translation.
06:10	Dars-e-Hadith: The topic is 'steadfastness'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Rec. July 25, 2008.
08:30	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 26.
09:05	Question And Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on August 05, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 23-36.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Mamories Of Jalsa Salana Rabwah
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:25	Jalsa Salana UK Address [R]
21:45	Rah-e-Huda: Recorded on August 06, 2016.
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday August 07, 2016

00:30	World News
00:45	Tilawat
00:55	In His Own Words
01:25	Al-Tarteel
01:55	Jalsa Salana UK Address
03:15	Friday Sermon
04:25	Memories Of Jalsa Salana Rabwah
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 132.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 126-133 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 36.
07:10	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA: Rec. June 22, 2012.
07:50	Faith Matters: Programme no. 192.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on November 18, 1995.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on March 20, 2015 by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
12:00	Tilawat: Surah Hood.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 05, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 29, 2016.
15:15	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA [R]
15:55	Quranic Archaeology
16:45	Kids Time: Programme no. 27.
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:20	Roots To Branches
20:50	Tours Of Hazrat Musleh Maood (ra)
21:20	Friday Sermon: Recorded on August 05, 2016.
22:35	Question And Answer Session [R]

Monday August 08, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05	Yassarnal Qur'an
01:45	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA
02:30	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 133.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 134-142 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: the topic is 'religion and science'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00	Inauguration Of Gillingham Masjid: Recorded on March 01, 2014.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	French Service: Rec. November 24, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on March 11, 2016.
11:20	Seerat-un-Nabi
12:00	Tilawat: Surah Hood.
12:15	Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. September 17, 2010.
14:00	Shotter Shondane: Recorded on July 30, 2016.
15:25	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
16:00	The Bigger Picture: Recorded on July 19, 2016.
16:55	In His Own Words
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Gillingham Masjid [R]
19:30	Somali Service
20:00	Aao Urdu Seekhain
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon: Rec. September 17, 2010.
23:05	Seerat-un-Nabi [R]
23:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: The life and character of the Promised Messiah (as).

Tuesday August 09, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Inauguration Of Gillingham Masjid
03:00	Friday Sermon
03:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:15	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 134.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-148 with Urdu translation.
06:15	Darse Majmooa Ishtihirat
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 37.
07:10	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA: Rec. June 22, 2012.
07:55	Food For Thought
08:30	Noor-e-Mustafwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:00	Question & Answer Session: Rec. Nov. 18, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on August 05, 2016.
12:05	Tilawat
12:20	In His Own Words
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:05	Faith Matters: Programme no. 200.
14:05	Shotter Shondane
15:10	Spanish Service
15:45	History Of Jalsa Salana
16:10	Safar-e-Hajj [R]
17:00	Food For Thought [R]
17:00	History Of Jalsa Salana
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA [R]
19:00	Noor-e-Mustafwi [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on August 05, 2016.
20:30	The Bigger Picture: Rec. February 02, 2016.
21:20	History Of Jalsa Salana [R]
21:40	Australian Service
22:05	Faith Matters [R]
23:05	Question And Answer Session: Recorded on November 18, 1995.

Wednesday August 10, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Bustan-e-Waqf-e-Nau USA
02:00	Food For Thought
02:45	Story Time: Programme no. 27.
02:30	Food For Thought
03:05	Safar-e-Hajj
03:45	History Of Jalsa Salana
04:10	Noor-e-Mustafwi
04:30	Australian Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 135.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 149-158 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:05	Jalsa Salana Germany Address: Rec. August 23, 2008.
08:10	The Bigger Picture: Recorded on May 10, 2016.
09:00	Question And Answer Session
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on August 05, 2016.
12:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 8-53.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:40	Al-Tarteel [R]
13:10	Friday Sermon: Recorded on August 06, 2010.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:50	Kids Time: Programme no. 27.
16:20	History Of Langar Khana
16:30	Faith Matters: Programme no. 195.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:25	French Service
20:25	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:30	History Of Langar Khana [R]
21:55	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. August 06, 2016.

Thursday August 11, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Salana Germany Address
02:45	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:55	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 136.
06:00	Tilawat & Darse Majmooa Ishtihirat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 37.
07:05	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya: Recorded on June 22, 2014.
08:15	In His Own Words
08:50	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah An-Nisa, verses 3-15 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on April 26, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:30	The Holy Ka'bah
12:05	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 137-152.
12:20	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on July 15, 2016.
14:05	Friday Sermon: Recorded on August 05, 2016.
15:10	Tareekh Khilafat-e-Ahmadiyyat
15:50	Persian Service
16:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 200.
20:35	The Holy Ka'bah [R]
21:00	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10	Tareekh Khilafat-e-Ahmadiyyat [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]
23:50	World News

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 05 August , 2016 Issue No. 32

خطبۂ عید الاضحی

آج ہم عیدِ اضحی منا رہے ہیں۔ یعنی ایسی عید جو قربانیوں کی عید ہے۔

جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تو ان کی نسل میں سے پیدا ہونے والے عظیم نبی نے ذبحِ عظیم کا وہ عظیم اُسوہ قائم فرمایا اور اُسوہ قائم فرما کر اپنے ماننے والوں کی قربانیوں کے بھی وہ معیار قائم فرما دیئے کہ جس نے انہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا اعزاز خدا تعالیٰ کی طرف سے بخشوا دیا۔

اِس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ احمدی ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔
جس نے دنیا کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں لا کر ڈالنا ہے۔ نرمی، پیار، صبر اور دعا سے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

وہ وفا اور صبر اور قربانی کے معیار جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم کئے تھے، اُن کی انتہا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوئی۔

آج مسیح محمدی کے غلاموں کا بھی یہی کام ہے کہ صبر و وفا کے پیکر بنتے چلے جائیں۔ اس سال جو سو کے قریب قربانیاں عشق و وفا کے کھیتوں کو سینچنے کے لئے مسیح محمدی کے غلاموں نے دی ہیں یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم عشق و وفا کے میدان میں کبھی پیچھے ہٹنے والے نہیں۔
یہ عیدان قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کے عہد کی تجدید کی عید ہے۔

خطبہ عید الاضحیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 /نومبر 2010ء بمطابق 17 /نبوت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىٓ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۔ قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ۔اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْبَلٰٓؤُ الْمُبِيْنُ۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۔(الصّٰفّٰت:103تا 109)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا، اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں، مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر، تیری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضا مند ہو گئے اور اس نے اسے پیشانی کے بَل لٹا دیا، تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلے اسے بچا لیا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

آج ہم عیدِ اضحی منا رہے ہیں۔ یعنی ایسی عید جو قربانیوں کی عید ہے۔ اس قربانی کی یاد میں عید ہے جو آج سے چار ہزار سال پہلے قربانی کے نئے معیار قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دو برگزیدوں نے اپنی طرف سے پیش کر دی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اُس وقت ایک گردن کے خدا تعالیٰ کی راہ میں کاٹنے اور کٹنے کو اس لئے روک کر صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ، یعنی تو نے اپنی خواب پوری کر دی اور گویا گردن کٹوانے کی قربانی قبول ہو گئی، کا اعلان فرمایا تھا کہ اس ایک گردن کٹنے کی بجائے اللہ تعالیٰ ذبحِ عظیم کی مثال قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایسی ذبح عظیم جس کا معیار ایک گردن کٹوانے سے بہت بلند ہونے جا رہا تھا۔ جب وہ عظیم نبی پیدا ہونا تھا، جس نے نہ صرف خود خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار اور مستعد رہنا تھا بلکہ اپنے ماننے والوں میں بھی وہ روح پھونکنے والا تھا جو ہر لمحہ قربانیوں کے نئے سے نئے معیار قائم کرنے والے بنتے چلے جانے والوں کی روح تھی۔ اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ قربانیوں کے عجیب رنگ قائم ہوتے چلے گئے۔ معیارِ قربانی کی عجیب مثالوں کے نمونے ابھرنے لگے۔ ان قربانیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہمارا پیارا خدا ہمارے اس عمل سے راضی ہو۔ اگر صبر اور حوصلے کی قربانی دینی ہے تو یہ لوگ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے ہر لمحہ تیار تھے۔ اگر مال کی قربانی کا وقت آیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ایک دوسرے سے بڑھ کر تیار تھے۔ اگر جان کی قربانی کا وقت آیا تو ایسے نمونے قائم ہوئے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ ان کی جان کی قربانی کے شوق کو دیکھ کر، اس حالتِ شوق کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ یوں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبة:92) اور ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں رکھتے جسے وہ خرچ کریں۔

یہ خرچ صرف مال کا خرچ نہیں ہے بلکہ اللہ کی راہ میں جب جہاد کے لئے کہا گیا تو اس وقت یہ حالت تھی۔ سفر لمبا تھا تو سواری کی ضرورت تھی جو ان لوگوں کو میسر نہیں تھی۔ غریب لوگ تھے۔ بلکہ ان کی غربت کی یہ حالت تھی کہ ان کے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی۔ اور بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا یہ مطالبہ تھا کہ ہمیں جوتی ہی مل جائے تو ہم بھی اس لمبے سفر میں پیدل ہی ساتھ چل پڑیں، سفر میں شامل ہو جائیں۔ ہمیں سواری کے لئے گھوڑا نہیں چاہئے، ہمیں اونٹ نہیں چاہئے، ہم تو صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ جوتی ہی مل جائے تو ہم سفر میں ساتھ شامل ہو جائیں۔ (الدر المنثور فی التفسیر بالماثور جلد 4 صفحہ 240 زیر آیت ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم ...... (التوبہ:92) داراحیاء التراث العربی بیروت 2001ء) لیکن اس ابتدائی زمانے میں اتنی بھی توفیق نہیں تھی کہ تمام صحابہ کو، ایسے غریب صحابہ کو جوتیاں ہی میسر کر دی جاتیں جو اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے بے چین تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ یقیناً وہ مومن تھے جو قربانی کا شوق رکھنے والے ہیں۔ جب ان کو یہ انکار ہوا کہ جماعتی طور پر ہم تمہارے لئے نہ ہی جوتیاں میسر کر سکتے ہیں۔ کسی قسم کی سواری کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ خود اگر انتظام کر سکتے ہو تو کر لو۔ اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ کاش ہم اس قابل ہوتے تو ہم بھی یہ ثابت کرتے کہ ہم بھی کسی قسم کی قربانی سے ڈرنے والے نہیں۔ یہ مال اور جان خدا کا ہے۔ ہم تو اسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت بے چین ہیں۔ اور پھر موقع ملنے پر ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ وہ غلط نہیں تھے، وہ بہانے بنانے والے نہیں تھے۔ پس قربانی کرنے کی خواہشات اور عمل نے ہی ان کو وہ مقام دلوایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سند سے نوازا کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، اللہ ان سے راضی ہوا۔ پس جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تو ان کی نسل میں سے پیدا ہونے والے عظیم نبی نے ذبح عظیم کا وہ عظیم اسوہ قائم فرمایا اور اسوہ قائم فرما کر اپنے ماننے والوں کی قربانیوں کے بھی وہ معیار قائم فرما دیئے کہ جس نے انہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا اعزاز خدا تعالیٰ کی طرف سے بخشوا دیا۔ پس یہ عشق و وفا کے کھیت ہیں جو قربانیوں کے معیار قائم کرتے ہوئے پنپتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کے بدلے دنیاوی ساز و سامان بھی پھر بعد میں مہیا فرما دیئے۔ ملک بھی عطا فرما دیئے، حکومتیں بھی عطا فرما دیں۔ آج اگر

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں